مطالعاتی رہنما

برائے ایم فل اردو

اصول تحقیق

کورس کوڈ: 724

(شعبۂ اردو)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

کورس ٹیم

چیئرمین: پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی

رابطہ کار: پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحریر: ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش

نظر ثانی: ڈاکٹر وحید قریشی

تدوین: شعبۂ اردو

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	کورس کا تعارف	7
۲۔	مطالعاتی رہنما کا تعارف	9
۲.۱۔	مطالعہ کا طریقہ کار	9
۲.۲۔	خود آموزی	9
۲.۳۔	مطالعاتی مراکز	10
۲.۴	امتحانی مشقیں اور آخری امتحان	10
۳	یونٹوں کی فہرست	12
۳.۱	نصاب اور مجوزہ کتب	15
۳.۲	تفصیل نصابی عنوانات برائے مطالعہ اور فہرست مجوزہ کتب	15

سرِ آغاز

ایم فل اُردو پروگرام کا اجرا 1987ء میں ہوا اس زمانے میں' پروگرام کے چاروں مطالعاتی رہنما ٹائپ کمپوزنگ میں اشاعت پذیر ہوئے۔ ٹائپ کاری کی وجہ سے' یہ مطالعاتی رہنما اپنے مواد کی دل کشی اور جامعیت کے باوجود' اپنے مدہم اور مبہم انداز اشاعت کی بنا پر طلبہ اور عام قارئین کیلیے جاذب نظر نہ بن سکے' اب جبکہ شعبہ اپنے اکثر و بیشتر کورسوں پر نظر ثانی کا کام کر رہا ہے۔ ایم فل کے مطالعاتی رہنما بھی نظر ثانی کے انہیں مراحل سے گزر کر نئے اور خوب صورت رنگ ڈھنگ سے جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ ٹائپ کاری کی جگہ کمپیوٹر کمپوزنگ نے' مواد کی جامعیت کو جو رعنائی اور دل کشی عطا کی ہے' وہ یقیناً طلبہ کے لئے دل چسپی کا باعث ہوگی اور نئے ٹائیٹل کے ساتھ مواد کی پیش کش کا یہ انداز اہمیت اور افادیت کا حامل ہوگا۔

پیش نظر مطالعاتی رہنما میں جہاں ضرورت سمجھی گئی' وہاں ادبیات اردو میں تازہ علمی اور ادبی پیش رفت کے شمول اغماض نہیں برتا گیا۔ ادب کے نئے رجحانات کی بھی نشاندہی کی گئی' تاکہ طلبہ کلاسیکی اور جدید طرز فکر کے ساتھ ساتھ جدید طرز احساس سے بھی آگاہ ہو سکیں۔ اسی طرح اشاعت اول کے بعد' آسمان ادب پر طلوع ہونے والی نئی اور اہم کتابیں بھی مجوزہ کتب میں شامل کر دی گئیں۔ آخر میں آپ سے استدعا ہے کہ مطالعاتی رہنما میں دیئے گئے رہنما اصولوں کی روشنی میں مجوزہ کتب کے مطالعے کو یقینی بنائیں اور جس قدر ممکن ہو' زیادہ سے زیادہ کتابوں سے استفادہ کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی

صدر شعبہ رابطہ کار

مئی' 2004ء

کورس کا تعارف اور مقاصد

عزیز طلباء وطالبات:

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی فاصلاتی تعلیم وتحریر کے ذریعے سے تعلیم وتحقیق کے سلسلے میں نہایت موثر کردار ادا کررہی ہے۔ایک طرف وہ ہر سطح پر تدریسی عمل جاری کر کے علمی سرمایے کے فروغ کے لئے کوشاں ہے تو دوسری طرف اعلیٰ سطح پر تحقیق کے وسیلے سے علمی سرمایے میں توسیع کا فریضہ بھی انجام دے رہی ہے۔۱۹۸۷ء خزاں سمسٹر سے اعلیٰ تعلیم وتحقیق کے میدان میں ایم فل کی سطح کے مختلف تحقیقی پروگراموں کا اجراء کیا ہے۔اسلامیات میں ایم فل پروگرام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

"اصول تحقیق" کے کورس میں آپ کی شرکت پر ہم انتہائی نیک تمناؤں کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اس کورس میں آپ اسلام کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق، اقسام تحقیق اور مقالے کی تیاری سے متعلق ضروری امور کا مطالعہ کریں گے۔

تحقیق قدیم ہو یا جدید، مخصوص انداز فکر کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے جو ہمیں شے کی حقیقت معلوم کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور واقعات یا بیانات کی اصلیت کا کھوج لگانے پر آمادہ کرتی ہے۔یہی علم کا منبع اور اس کی توسیع کا وسیلہ ہے۔

مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے آغاز ہی سے ہمیں اس انداز فکر کی جھلک ملتی ہے۔واقعات کی صحت معلوم کرنے کا بنیادی اصول خود قرآن کریم نے یہ کہہ کر قائم کر دیا تھا کہ جب کوئی جھوٹا یا فاسق خبر لائے تو اچھی طرح چھان پھٹک کر لیا کرو۔ مسنون دعاؤں میں بھی اسی پہلو پر زیادہ زور دیا گیا کہ

"اے اللہ تو ہمیں اشیاء کی حقیقتیں دکھا جیسی کہ وہ ہیں"۔ "اے اللہ تو ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق دے"۔

تدوین اور حفظ متن، دستاویزی تحقیق کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی پہلی مئوثر ترین مثال تدوین قرآن کی صورت میں سامنے آئی ہے جو نہایت حزم واحتیاط سے انجام دیا گیا۔

اسلامی معاشرے میں تحقیق کی دوسری اہم روایت تدوین حدیث کی صورت میں روبہ عمل آئی۔محدثین نے روایت اور درایت کو جو اصول منضبط کیے ہیں ان پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔بلاشبہ محدثین کے یہ اصول تحقیق نہایت قوی ہیں۔اسی قدیم انداز تحقیق کو ہندوپاکستان کے دیگر علوم وادب کے مایہ ناز محققین نے اپنایا اور اسی پہچان کی بدولت اختصاص پایا۔

اس کورس میں آپ اسلامی طرز تحقیق کے ساتھ جدید مغربی تحقیق کا مطالعہ بھی کریں گے۔اگرچہ تحقیق جدید علم نہیں، اس کا تعلق قدیم انسانی زندگی سے بہت گہرا رہا ہے۔تہذیب وتمدن کے ارتقائی سفر میں اس کی حیثیت رہنما کی رہی۔تحقیق کے

ذریعے ہی روح، ذہن اور مادے کی مختلف شکلوں تک ہماری رسائی ممکن ہوئی۔ ہم محض جذبوں کے ساتھ زندہ نہیں رہتے بلکہ ہر قدم پر دانش وری ہماری رہنمائی کرتی ہے اور یہ دانش وری اور تحقیق لازم وملزوم ہیں۔ تحقیق دراصل طلب حق اور سچائی کی تلاش و جستجو کے اعمال کو تمام قوت ارادی کے ساتھ جاری رکھنے، حقائق کا جائزہ لینے اور ان کے اثرات معلوم کرنے کا نام ہے۔ انسان کا ذہن فطری اعتبار سے خود بخود سچائی کی حقیقت کی دریافت نہیں کرتا بلکہ حق کی طلب اور سچائی کی تلاش کا مسئلہ اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ موضوع کے ساتھ دیانتدار ہو اور خلوص سے اس پر غور وفکر بھی کرے تا کہ سچ کی بازیافت میں سرخرو ہو اور تحقیق کے پھیلاؤ کے باوجود گہرائی کو برقرار رکھ سکے۔

ماہرین نے تحقیقی طریقہ کار کی بہت سی قسموں کا ذکر کیا ہے جس میں خالص تحقیق، اطلاقی تحقیق، لسانیاتی تحقیق، دستاویزی تحقیق اور سائنسی تحقیق قابل ذکر ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ ایک اور اہم قسم تدوین متن کی ہے جس کا اعلیٰ ترین نمونہ احادیث کی تدوین میں نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ متن اور روایت متن، تالیف متن، تنقید متن، تحقیق اور تصحیح متن، الحاقی کلام، تحشیہ وتعلیقات متن کے بارے میں بھی مطالعہ کریں گے اور اس موضوع کے اہم گوشوں اور مباحث کا احاطہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کی رہنمائی کے لئے متن کی ترتیب وتحقیق سے متعلق مسائل وحقائق کو ہر عنوان کے تحت دستیاب ہونے والے مواد کی مناسبت سے یونٹوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے اور نہ کوئی بحث ہی تشنہ نہ رہے، جن کی مدد سے آپ کی نظر ایسے تاریخی گوشوں اور دھندلکوں تک پہنچ جائے اور منطقی استدلال کے سہارے آپ زیر تحقیق موضوع کے ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈال سکیں۔ جو عموماً دوسروں کے حاشیہء خیال میں نہ ہوں۔

ان کے علاوہ موضوع کا انتخاب، مقالے کی تیاری تسوید اور پیش کش سے متعلق ضروری معلومات بھی آپ کے مطالعے کے لئے ضروری قرار دی گئی ہیں تا کہ یہ اصول وقوائد تحقیقی کام کے مختلف مرحلوں میں آپ کی رہنمائی کر سکیں۔

ہمارے ہاں تحقیق کے طالب علموں کو بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کی بنا پر ان کی کاوشوں اور محنت کے باوجود وہ نتائج برآمد نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر علامہ اقبال فاصلاتی یونیورسٹی نے ایم فل کے پروگرام مین اصول تحقیق کا مکمل کورس شامل کیا ہے۔ تا کہ تحقیق کے شائق طالب علموں کو رہنمائی کی امکانی سہولتیں فراہم کی جائیں۔

امید ہے کہ آپ اس کورس کے مطالعے کو اپنے تحقیقی سفر میں مفید پائیں گے۔

رابطہ کار

مطالعاتی رہنما کا تعارف

۲۔کورس کی تفصیل:

کورس "اصول تحقیق" ۱۸ یونٹوں پر مشتمل ہے جن کا مطالعہ مقررہ اٹھارہ ہفتوں میں مکمل کرنا ہوگا۔آپ کو ہر یونٹ میں درج کتب کا مطالعہ کرنا ہوگا جن کے صفحات کی تفصیل ہر یونٹ کے عنوان کے ساتھ درج کی گئی ہے۔ ہر یونٹ کا تعارف اور مقاصد درج ہوں گے۔از راہ کرم تعارف اور مقاصد کو ضرور پڑھیے اور انہیں ذہن میں رکھ کر درج کی ہوئی کتب سے یونٹ میں درج عنوانات کے تحت مجوزہ صفحات کا مطالعہ کیجئے۔یونٹ میں مختلف عنوانات کے بعد خود آزمائی کے سوالوں کا مقصد یہ ہے کہ کتب کی مدد سے یونٹ کے اس حصے کے مطالعے کے بعد آپ اپنا امتحان لے کر یہ اندازہ کر سکیں کہ آپ نے جو پڑھا ہے اسے آپ کس حد تک سمجھے ہیں۔مزید مطالعے کے لئے امدادی کتب کی فہرست بھی ساتھ ساتھ دی گئی ہے۔

ہر یونٹ کے مطالعے کے لئے ایک ہفتہ دیا گیا ہے۔ پہلے چار یونٹ میں دی گئی مجوزہ کتب کے مخصوص صفحات کے مطالعے کے بعد پہلی امتحانی مشق حل کرنا ہوگی۔

دوسری مشق

یونٹ نمبر ۵،۶ اور ۷ اور ۸ کے مطالعہ کے بعد حل کرنا ہوگی۔یونٹ نمبر ۹ ،۱۰، ۱۱، ۱۲ کے لئے تیسری مشق اور چوتھی مشق ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ یونٹوں کے مطالعے پر مشتمل ہوگی۔باقی دو یونٹ نمبر ۱۷ اور ۱۸ بچ جائیں گے۔ان پر کوئی امتحانی مشق نہیں دی گئی لیکن آخری تحریری وزبانی امتحان میں ان یونٹوں پر بھی سوال پوچھے جاسکتے ہیں۔کورس کے خاتمے پر امتحان لیا جاتا ہے۔

۲.۲۔مطالعہ کا طریقہ کار

- نصاب اور مجوزہ کتب کی فہرست ملاحظہ کیجئے اور ہر یونٹ کے عنوانات کے تحت دی گئی کتابوں میں سے مختلف صفحات کا مطالعہ کیجئے۔مطالعے کو وسعت دینے کے لئے حوالے کی کتب اور امدادی کتب سے بھی استفادہ کیجئے۔
- آپ عنوان کے تحت مجوزہ کتب کے بتائے گئے صفحات کا اچھی طرح مطالعہ کریں گے اور خود آزمائی کے سوالات کے ذریعے اپنے مطالعے کا احتساب کریں گے۔

۲.۳۔ خود آزمائی

اس کورس کا مطالعاتی رہنما اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ ہر یونٹ کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان عنوانات کے مطالعے کے لئے لازمی اور حوالے کی کتب تجویز کی گئی ہیں،مطالعے کے لئے صفحات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے تا کہ آپ کسی کی

مدد کے بغیر اسے از خود پڑھ کر سمجھ سکیں۔ البتہ کتابوں کا حصول آپ کی ہمت اور دلچسپی پر منحصر ہے۔ ہر یونٹ میں مختلف عنوانات کے تحت چند سوالات دیے گئے ہیں۔ ان سوالات کو ضرور پڑھیے تاکہ خود آزمائی کا پہلا مرحلہ طے ہو اور آپ کی حوصلہ افزائی کا باعث ہو۔

۲.۴۔ مطالعاتی مراکز

مطالعاتی مراکز رہنما کے ذریعے ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ مطالعے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے لیکن آپ کی رہنمائی اور مشکلات کے حل کے لئے مطالعاتی مراکز کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ ان مراکز میں مہینے میں دو بار طلبہ جمع ہوتے ہیں۔ ان کو ایک استاد کی خدمات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ جن سے وہ مطالعہ کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مشکلات میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مراکز میں طالب علموں کا اجتماع شام کے وقت ہوتا ہے۔ تاکہ اپنے کام سے فارغ ہو کر زیادہ سے زیادہ طلبہ مطالعاتی مرکز میں شرکت کر سکیں۔ مراکز میں حاضری لازمی تو نہیں البتہ مفید ضرور ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو آپ اس میں شرکت کی کوشش کیجئے تاکہ آپ اپنے ہم سبق طالب علموں سے تبادلہ خیال کر سکیں اور مسائل کے حل کے لئے استاد سے رہنمائی بھی حاصل کر سکیں۔ اگر کسی وجہ سے آپ اپنے نزدیکی مرکز میں نہ آسکتے ہوں تو خط و کتابت کے ذریعے سے استاد سے رابطہ قائم رکھئے اور راہنمائی حاصل کیجئے۔ آپ کے ٹیوٹر کی اطلاع آپ کو یونیورسٹی کی طرف سے خط کے ذریعے مل جائے گی۔

۲.۵۔ امتحانی مشقیں اور آخری امتحان

۱۔ اس مکمل کورس کے دوران میں آپ چار امتحانی مشقیں حل کر کے مطالعاتی مرکز کے استاد کو مقررہ وقت کے اندر بھیجیں گے۔ (مشقیں بھیجنے کی تاریخیں شیڈول میں دیکھئے) اور آپ کے ٹیوٹر اس پر نمبر لگا کر مفصل ہدایات کے ساتھ مشق آپ کو واپس کر دیں گے تاکہ آپ دی گئی ہدایات کی روشنی میں اگلی مشق حل کر سکیں۔

۲۔ آپ ۱۶ یونٹوں تک مشقیں حل کریں گے اور آخری دو یونٹ پر کوئی امتحانی مشق نہیں ہوگی لیکن آخری امتحان میں ان یونٹوں پر بھی سوال پوچھے جا سکتے ہیں۔

۳۔ کورس کے خاتمے پر تحریری امتحان لیا جائے گا۔ اس کا پروگرام اور رول نمبر مناسب وقت پر آپ کو بھیج دیے جائیں گے۔

۴۔ ہر مشق میں کم از کم ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا ہوں گے۔

آخری امتحان:

۱۔ امتحانی مشقیں

۲۔ آخری امتحان (سمسٹر کے آخر میں لیا جاتا ہے) امتحانی مشقوں اور آخری امتحان میں نمبروں کا تناسب ۴۰:۶۰ فیصد ہے۔

۳۔ کورس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے امتحانی مشقوں اور آخری امتحان دونوں میں الگ الگ پاس ہونا لازمی ہے۔

۴۔ آخری امتحان میں شرکت کے لئے امتحانی مشقوں میں کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔

۵۔ امتحانی مشقوں اور آخری امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل فی صد نمبر حاصل کرنا ہوں گے۔

الف۔ امتحانی مشقیں: ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔ (مکمل کورس کے لئے چار مشقیں ہوں گی)۔

ب۔ آخری امتحان میں کامیابی کے لئے ۳۳ فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔

ج۔ مجموعی طور پر ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا لازمی ہے۔

گریڈ:

۴۰ فیصد سے ۵۴ فیصد ۔	سی
۵۵ فیصد سے ۶۹ فیصد ۔	بی
۷۰ فیصد اور اس سے زائد۔	اے

امید ہے کہ آپ علامہ اقبال فاصلاتی یونیورسٹی کے اس فاصلاتی نظام تعلیم اور اس کی فراہم کردہ سہولتوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔

ہر یونٹ سے متعلق رہنمائی کے لئے تفصیلات اگلے صفحوں پر ملاحظہ کیجئے۔

یونٹوں کی فہرست

		صفحہ
یونٹ نمبر۱	مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق	17
یونٹ نمبر۲	فن تحقیق	27
یونٹ نمبر۳	اصول تحقیق، تحقیق اور تنقید	35
یونٹ نمبر۴	تحقیق کی اقسام	43
یونٹ نمبر۵	لسانیاتی تحقیق	49
یونٹ نمبر۶	دستاویزی تحقیق	55
یونٹ نمبر۷	متن، روایت متن اور تالیف متن	61
یونٹ نمبر۸	تحقیق اور تنقید متن	69
یونٹ نمبر۹	تصحیح متن، حوالہ اور صحت متن	75
یونٹ نمبر۱۰	حواشی، تعلیقات اور ماخذ	83
یونٹ نمبر۱۱	تحقیقی عمل کے مراحل (۱) (موضوع کا انتخاب، خاکہ اور مفروضات)	89
یونٹ نمبر۱۲	تحقیقی عمل کے مراحل (۲) (مواد کی حصول یابی اور وسائل)	95
یونٹ نمبر۱۳	تحقیق عمل کے مراحل (۳) (لائبریری کا استعمال)	101
یونٹ نمبر۱۴	تحقیق کے مراحل (۴) (حواشی، حوالہ جات، اقتباسات اور ارشاریہ سازی)	107
یونٹ نمبر۱۵	تحقیقی عمل کے مراحل (۵) (کتابیات)	113

		صفحہ
یونٹ نمبر ۱۶	مقالے کی تیاری (۱) (پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینا)	119
یونٹ نمبر ۱۷	مقالے کی تیاری (٦) (مقالے کی ترتیب وتسوید)	125
یونٹ نمبر ۱۸	مقالے کی تیاری (۳) اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل	131

فہرست مجوزہ کتب برائے مطالعہ لازمی

۱۔ اردو میں اصول تحقیق، جلد اول

مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

۲۔ اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم

مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

۳۔ حفاظتِ حدیث، از خالد علوی، المکتبہ العلمیہ ۱۵ لیک روڈ، لاہور

۴۔ فہم قرآن، از مولانا سعید احمد اکبر آبادی' ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور

۵۔ سیرت النبی از شبلی نعمانی، حصہ اول' دینی کتب خانہ، اردو بازار' لاہور

۶۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

۷۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق، سید جمیل احمد رضوی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

۸۔ "تحقیق" پہلا شمارہ، مجلہ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو

امدادی کتب:

۱۔ تعلیمی تحقیق، از ڈاکٹر احسان اللہ خان، بک ٹریڈرز، لاہور

Research in Edu.

۲۔ by John W. Best

۳۔ The Research Paper Farm and

Content by Andrey J. Roth

یونٹ نمبر ۱

مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق

یونٹ کا تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق کا مطالعہ کریں گے۔ تحقیق دراصل ایک اندازِ فکر ہے جو ہمیں حق کی طلب اور سچائی کی تلاش اور کھوج لگانے پر آمادہ کرتا ہے۔ مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے آغاز ہی سے اس اندازِ فکر کا سراغ ملتا ہے۔ واقعات کی صحت کا اصول خود قرآن کریم نے یہ کہہ کر قائم کر دیا کہ:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ٥''

(اے ایمان والو: اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کو تم نادانی سے کوئی ضرر پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے) سورہ الحجرات (۶)

اس آیت مبارکہ میں بات کھولنا، سچائی تک پہنچانا، پرکھنا جانچنا اور سمجھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جہالت اور نادانی سے بچنے کے لئے حقیقت کی تلاش فرض ہے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے اور مضمرات سامنے نہ آئیں۔ اس تحقیق کی پروا نہ کرتے ہوئے صرف زبانی باتوں پر یقین کر لینا محض گمراہی ہے۔ یہی زبانی باتیں جو بعد میں تاریخ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

''کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ٥''

(خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں) سورہ الصف (۳)

یعنی زبانی جمع خرچ کرو گے تو عمل سے کورے رہو گے اور ایسی بات اللہ تعالیٰ کو سخت ناگوار ہے۔ گویا زبانی باتیں جو بلا دلیل ہوتی ہیں وہ گمراہی بھی ہیں، باطل صریح بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند بھی۔ اسی لئے ہمارے اسلاف کرام نے جو کچھ سنا پہلے اس کی پوری پوری تحقیق کی اور حدیث کے معاملے میں تو ایک ایک حرف اور لفظ کی صحت کے لئے سخت دشواریوں کو لبیک کہا۔

اسلام میں قرآن کے بعد حدیث نبوی یا سنت محمدی کو اسلامی شریعت کے سب سے بڑے مآخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ فن حدیث (روایت اور درایت) اپنے اندر ایسی نزاکتیں رکھتا ہے کہ تاریخ کے ناقدین کا ذہن بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور راویاں حدیث کا تقویٰ ایسا تھا کہ وہ بدعات اور صغیرہ تک سے اجتناب کرتے تھے۔ درایت (اصول تنقید) یعنی عقلی حیثیت سے روایت کو پرکھنے کے لئے اصول وضوابط ترتیب دیے گئے اور بتایا گیا کہ درایت بھی صرف ان لوگوں کی معتبر ہو سکتی ہے جنہوں نے قرآن و حدیث اور فقہ اسلام کے مطالعے اور تحقیق میں ایک عمر صرف کی ہو۔ ہر کس و ناکس کو اس کا مجاز قرار نہیں دیا

جا سکتا۔ ان اصولوں کی روشنی میں احادیث کی تدوین کی گئی۔

جہاں تک حفاظت حدیث کا تعلق ہے اس کے لئے دو طریقے اختیا کئے گئے۔ ایک حفظ، دوسرا کتابت۔ اس زمانے میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا، حضور اکرم ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ ان دنوں یہ احتیاط ضروری تھی، تا کہ قرآن کی آیات اور احادیث کی عبارت آپس میں غلط ملط نہ ہوں۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ کے ارشاد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لیا۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ قرآن مجید اپنے آغاز سے اب تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ جب کچھ عرصے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی تو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے قول وارشادات کو لکھ کر محفوظ کرنے لگے۔ حفاظت حدیث کے سلسلے میں خلفاء اربعہ احادیث سے استشہاد کرتے اور خود روایت کرتے تھے، البتہ احتیاط کا اہتمام کرتے تھے۔ اس کے بعد تابعین نے محتاط روش کے ساتھ علوم نبوی کی میراث کو آگے بڑھایا۔ (۱)

سیرت نبوی کے جو واقعات قلمبند کیے گئے وہ تقریباً نبوت کے سو برس بعد قلمبند ہوئے۔ اس لئے کہ مصنفین کا ماخذ کوئی کتاب نہ تھی بلکہ اکثر زبانی روایتیں تھیں لیکن مسلمانوں نے فن سیرت کا جو معیار قائم کیا تھا وہ بہت بلند تھا۔ اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا۔ اگر خود نہ تھا تو واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلہ راویت میں آئے وہ کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغل تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ عالم تھے یا فاضل؟ (۲) ان احادیث یا روایتوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس کے الفاظ جملوں میں کسی قسم کی خامی وکمزوری یا مقررہ قواعد کی خلاف ورزی تو نہیں پائی جاتی۔ معانی اور مفہوم میں عقل، مشاہدہ، تجربہ، زمانے کے طبعی تقاضے کسی مسلمہ اصول اور قرآنی تصریحات کی
خلاف ورزی تو لازم نہیں آتی، جن سے کسی طرح شان نبوت پر حرف آئے یا فرمودات نبوی میں سطحیت کا اندیشہ ہو۔

ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ سینکڑوں ہزاروں محدثین نے احادیث کو جانچنے اور مرتب کرنے میں اپنی عمریں صرف کر دیں۔ ان تحقیقات کے نتیجے میں اسماء الرجال کا عظیم فن بھی تیار ہو گیا۔ جس قدر تحقیق وتنقید کا درجہ بڑھتا گیا مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی چلی گئیں۔

پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد سعادت میں علم حدیث کی تدوین وترتیب کا کام سرکاری سطح پر عمل میں آیا اور تحقیق وانتقاد کے اصولوں کو عملی طور پر برتا گیا۔ اس کوشش کے بعد احادیث کی تدوین اور تالیف کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع ہو گیا۔ دوسری صدی ہجری میں اس سلسلے کو اتنی ترقی ہوئی کہ احادیث مرفوعہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے آثار اور تابعین کے فتاوی اور اقوال تک ایک ایک کر کے مدوّن ومرتب کر دیے گئے۔

تیسری صدی ہجری میں حدیث پر روایت ودرایت کے اصولوں کے مدنظر زیادہ عمدہ کتابیں ترتیب دی گئیں۔ بعض

---

(۱) سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی، جلد اول

(۲) مولانا محمد تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۸۶ء ص۔ ۱۵

علماء نے مخصوص مولفات ترتیب دیں۔ ان میں احادیث رسول ﷺ کو اسانید کے ساتھ جمع اور صحابہ کرامؓ کی احادیث کو یکجا کیا گیا۔ تیسری صدی میں جب تدوین کا آغاز ہوا تو اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اب تک احادیث فقہ سے الگ نہیں تھیں اور اسی بناء پر لوگ سنت کے ساتھ اقوال صحابہؓ کو بھی ملائے رکھتے تھے لیکن اب ضرورت محسوس ہوئی کہ حدیث کو بحیثیت ایک فن کے مدّون کیا جائے، لہذا اقوال صحابہؓ کو سنت سے خارج قرار دیا گیا اور خود حدیث کی صحت معلوم کرنے کے لئے درایت کو قبول وعدم قبول کا معیار باقاعدہ طور پر مقرر کیا گیا۔ اسباب جرح و تعدیل کے تعیین ہوئی۔ سند اور متن پر خارجی و داخلی تنقید کو رواج دیا گیا۔ احادیث کی شناخت کے لئے فنی ذوق کی ضرورت تھی لہذا ان سب امور کی تکمیل کے لئے متعدد علوم و فنون مدّون ہوئے جن سے تحقیق کی راہیں ہموار ہوئیں اور ہم تک ان گہرہائے گراں مایہ کو پہنچایا جن سے ہماری تہذیب اور ہمارا ضابطہ حیات ثروتِ فکر و عمل سے مالا مال ہوا ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ اس امر پر بحث کرسکیں کہ مسلمانوں میں روایت و درایت کا آغاز نقل حدیث سے ہوا۔

۲۔ روایت اور درایت کے اصول و ضوابط سے آگاہ ہوسکیں اور ان کے اطلاقی پہلو کا جائزہ لے سکیں۔

۳۔ حدیث کی صحت کے بنیادی اصولوں اور معیار سے واقف ہوسکیں۔

۴۔ حفاظتِ حدیث کے سلسلے میں حزم و احتیاط اور اہتمام کے اسباب پر روشنی ڈال سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

۱۔ مقام حدیث

الف۔ حدیث

ب۔ رسول بحیثیت نمونہ تقلید

لازمی کتاب:

"حفاظت حدیث" از خالد علوی

المکتبہ العلمیہ، ۱۵ ایک روڈ، لاہور ص ۹۔۵۴

اہم نکات

قرآن پاک نے رسول اکرم ﷺ کی شخصیت کو جس طرح متعارف کرایا اور صحابہ کرامؓ اور تابعین نے جس والہانہ محبت وشیفتگی کا اظہار کیا اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہی تھا کہ آپ کے اقوال واعمال کو محفوظ اور قرآن پاک کی تشریحات وتعبیرات اور پیش آمدہ حالات کے احکام وقضایا کو مرتب کر دیا جائے۔ گویا حدیث وسنت کے سلسلے میں مرکزی حیثیت رسول اکرم ﷺ کی ذات کو حاصل ہے۔

خود آزمائی:

۱۔ وہ کون سے اسباب تھے جن کی بنا پر صحابہ کرامؓ نے آپ کی حیات طیبہ کے جملہ گوشوں کو محفوظ کرلیا تھا؟

۲۔ حفاظت حدیث:

		لازمی کتاب
الف۔	حفظ	
ب۔	کتابت حدیث	"حفاظت حدیث" از خالد علویؒ،
ج۔	حفاظت حدیث کا اہتمام	المکتبہ العلمیہ ۔۱۵ لیک روڈ، لاہور
د۔	جھوٹی احادیث پر وعید	ص (۵۵۔۲۱۸)
ھ۔	عہد صحابہؓ میں حفاظت حدیث	

اہم نکات

حفاظت حدیث کے لئے دو طریقے اختیار کیے گئے حفظ اور کتابت۔ اس زمانے میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا حضور ﷺ نے احادیث لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ ان دنوں یہ احتیاط ضروری تھی تا کہ قرآنی آیات اور احادیث کی عبارت آپس میں غلط ملط نہ ہوں۔ جب کچھ عرصے کے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے قول وارشادات کو لکھ کر محفوظ کیا۔

خودآزمائی

۱۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اکرم ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور آپ ﷺ کی ذات سے صادر شدہ احکام وافعال کو محفوظ کرنے کے لئے کون کون سے طریقے اختیار کیے اور کیا یہ طریقے یکساں متداول رہے؟

۲۔ کتابت حدیث اور روایت حدیث کے اہتمام اور جھوٹ کی آمیزش سے حفاظت کی کون کون سے تدابیر اختیار کی گئی جس سے سنت کو محفوظ کیا جاسکتا تھا؟

۳۔ تدوین حدیث

الف۔ عہد نبوت اور تدوین حدیث — لازمی کتاب

ب۔ تحریک تدوین حدیث — فہم قرآن از مولانا سعید احمد اکبرآبادی

ج۔ تنقید احادیث

ادارہ اسلامیات،

۱۹۰۔ انارکلی لاہور ص (۹۹۔۱۰۵)

۴۔ وضع احادیث کا فتنہ اور اس کا سد باب

الف۔ وضع احادیث کا چرچا — لازمی کتاب

ب۔ اسباب وضع حدیث — فہم قرآن از مولانا سعید احمد اکبرآبادی

ادارہ اسلامیات،

ج۔ قبول حدیث میں صحابہ کی احتیاط — انارکلی، لاہور، ص (۱۰۶۔۱۱۹)

۵۔ عہد تدوین

"حفاظت حدیث"

الف۔ کتب حدیث کی اقسام — از خالد علوی، المکتبہ العلمیہ، لاہور

ب۔ طبقات کتب حدیث — ص ۲۸۷۔۳۴۸

ج۔ اسناد اور اس کی اہمیت — فہم قرآن از مولانا سعید احمد

اکبرآبادی،

د۔	اسماء الرجال کی تدوین	ص۱۴۴۔۱۶۰	

امدادی کتاب:

مطالعہ حدیث'

مولانا محمد حنیف ندوی'

ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور

اہم نکات

مختلف قسم کی احادیث، عہد نبوی، عہد صحابہؓ اور تابعین میں بھی محفوظ تھیں۔ پہلی صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں جمع و تدوین حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا اور دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ترتیب و تدوین احادیث کا عمل ایک مستقل فن بن گیا۔

خود آزمائی

۱۔ تدوین حدیث کے آغاز اور ارتقا پر روشنی ڈالیے؟

۲۔ احادیث کی کس کتاب کو قبولیت عام حاصل ہے؟

۳۔ مسانید کو مرتب کرنے کے سلسلے میں علما کی کاوشوں پر تبصرہ کیجئے۔ نیز حدیث کی وہ کون سی کتابیں ہیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے اور کیوں؟

۶۔ اسلامی فن تحقیق کے اصول

الف۔	صحت ماٰخذ	لازمی کتاب
ب۔	اصول روایت	سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی۔
ج۔	اسماء الرجال کی تدوین	حصہ اول ص۶۳۔۱۰۰

د۔ اصول درایت — فہم قرآن: از سعید احمد اکبر آبادی

ھ۔ موضوع حدیثوں کی شناخت کے اصول — ص ۱۷۱۔۱۸۳

اہم نکات

محدثین نے تحقیق کے اصول روایت اور درایت دونوں کی تعیین وتشخیص میں اوران پر عمل کرنے میں یکساں اہتمام کیا اور تنقید روایات میں دونوں سے کام لیا ہے۔ متن حدیث کی صحت معلوم کرنے کی غرض سے درایت کے اصول متعین کیے گئے۔ لفظ معنی، عبارت اور طرز بیان پر ہر لحاظ سے اس کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھا۔ صحیح، ضعیف اور موضوع احادیث کے الگ الگ خصائص بیان کیے اوران کے اوصاف متعین کیے گئے۔

خود آزمائی

۱۔ روایت کے اصول کا ماخذ، روایت قبول کرنے کی شرائط اور معیار کیا تھے؟ احادیث کی ترتیب وتدوین میں کیا ان شرائط کو برتا اور معیار کو قائم رکھا گیا؟ مجموعہ ہائے احادیث میں ان کا جائزہ لیجئے؟

۲۔ تدوین حدیث کے سلسلے میں ان کی صحت وغیرہ کے لئے کون سے اصول وضوابط متعین کیے گئے؟ آپ کے خیال میں ان اصولوں کا اطلاق بہتر انداز میں کس مجموعہ احادیث میں ملتا ہے؟

---

(۱) "اصول تحقیق"، مقالہ، قاضی عبدالودود، رہبر تحقیق مرتبہ اردو سوسائٹی شعبہ اردو لکھنو یونیورسٹی، ۱۹۷۶ء، ص ۱۰۹

(۲) "ادبی تحقیق، مسائل اور تجزیہ" رشید حسن خان" ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ۱۹۷۸ء

یونٹ ۲

فن تحقیق

فن تحقیق

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق کی ماہیت اور اس کے تقاضے، تحقیق کے بنیادی لوازم، محقق کی خصوصیات اور رہنمائی کے مراحل کا مطالعہ کریں گے۔

ا۔ تحقیق ایک باضابطہ فن نہ سہی بلکہ ایک علمی رویہ ہے۔ "جو کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے"۔ اس کا مقصد حقیقت کی بازیافت ہے۔ دوسرے لفظوں میں حقیقت کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کا نام تحقیق ہے۔ اس کے اپنے اصول اور ضابطے ہیں جن کی مدد سے تحقیق ہر بیان یا واقعہ کو منطقی انداز سے پرکھ کر صحت یا غلطی کا تعین کرتی ہے"۔ کسی امر کی اصلی شکل کی دریافت اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ صحیح صورت حال معلوم ہو سکے۔ اس سلسلے میں جو شہادتیں مہیا کی جائیں اور جو معلومات حاصل کی جائیں وہ ایسی ہونی چاہئیں کہ استدلال کے کام آسکیں تاکہ واقعات کی ترتیب میں صحیح طور پر ان سے مدد ملے اور حدود تحقیق کے اندر نتائج نکالے جاسکیں۔ اس لئے لازم ہوگا کہ جن امور پر استدلال کی بنیاد رکھی جائے وہ اس وقت تک کی معلومات کے مطابق، نظر بظاہر شک سے بری ہو اور جن ماخذ سے کام لیا جائے وہ قابل اعتماد ہوں۔ غیر متعین، مشکوک اور قیاس پر مبنی خیالات کا مصرف جو بھی ہو، ان کی بنیاد پر، تحقیق کے نقطۂ نظر سے قابل قبول نتائج نہیں نکالے جاسکتے"۔ تحقیق حقائق کی کھتونی نہیں ہے، بلکہ اس کا بنیادی کارنامہ یہ ہے کہ وہ فکر کے اس بنیادی جوہر پر اصرار کرے جو مقدمات اور نتائج میں ایک منطقی ربط و ترتیب تلاش کرے۔

تحقیق ایک مسلسل عمل ہے اور اس میں اصلیت کا تعین، اس وقت تک کی حاصل شدہ معلومات پر ہوتا ہے اور اس عمل میں بھی نئی معلومات حاصل ہوں گی۔ جو اصول تحقیق کے مطابق قابل قبول ہوں تو انہیں لازماً قبول کر لیا جائے گا۔ خواہ وہ نئی معلومات پچھلے مسلمات کی تکذیب کرتی ہوں یا ان کی مزید تصدیق کرتی ہوں یا ان کی مدد سے اضافے ممکن ہوں۔ دریافت کا عمل اسی طرح جاری رہتا ہے

تحقیق، مخصوص حالات میں مخصوص شواہد اور روایات کی روشنی میں اس صداقت کی تلاش ہے جو محقق کی دسترس میں ہو یا اس کی دسترس میں ہو سکتی ہو۔ اس صورت میں تحقیق مطلق سچائی کی دریافت کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ عین ممکن ہے کہ آج جن معلوما ت کو مستند سمجھ کر نتائج اخذ کیے گئے ہیں کل وہ جعلی ثابت ہوں یا آج جن شواہد کو حرف آخر مانا گیا، ان کے بالکل متضاد شواہد سامنے آ جائیں اور آج کے دعووں کو باطل کر دیں، اس لیے تحقیق اپنے زمان و مکان میں رہ کر صداقت کی تلاش کر سکتی ہے، مطلق صدا قت اس کے دائرے اور دسترس سے باہر ہے۔ تحقیق کا مقصد نئے حقائق کی تلاش اور معلوم حقائق کی توسیع یا ان کی خامیوں کی تصحیح

ہوتی ہے۔ جس موضوع پر تحقیق کی جاتی ہے اس میں متعلقہ موضوع پر نئی بات کہی جاتی ہے یا نیا پہلو تلاش کیا جاتا ہے، لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ بات بالکل نئی ہو۔ موضوع پر پہلے کہی ہوئی بات میں جدید معلومات کا اضافہ یا ان کی نئی تعبیر بھی تحقیق ہے۔ پہلے سے تحقیق شدہ موضوع کے نئے پہلو تلاش کرنا یا اس کے نئے پہلو پر بحث کرنا یا روشنی ڈالنا بھی تحقیق ہے۔

تحقیق میں دعوے سند کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتے اور سند کے لیے ضروری ہے کہ وہ قابل اعتماد ہو۔ اس سلسلے میں اصل مآخذ اگر قابل حصول ہوں تو براہ راست استفادے کا التزام ضروری ہے۔ بالواسطہ روایت پر انحصار ضروری ہو تو بہت احتیاط سے استفادہ کرنا چاہیے۔ روایت کے سلسلے میں اس کی بڑی اہمیت ہے کہ راوی کون ہے اور کن حالات میں روایت کی گئی ہے۔

تحقیق کا بنیادی کام نئے حقائق کی تلاش اور معلوم حقائق کی توسیع ہے اس لیے ایسے موضوعات جن میں تنقیدی تعبیرات کا عمل دخل ہو، تحقیق کے دائرے میں نہیں آتے، تنقیدی صداقت تنقیدی تعبیرات کا نتیجہ ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی مسئلے پر مختلف لوگ مختلف رائیں رکھتے ہیں جبکہ تحقیق میں اختلاف رائے کی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ تحقیق بنیادی حقائق کا تعین کرتی ہے اور ان کی مدد سے ایسے نتائج نکالے جاسکتے ہیں جن میں شک یا قیاس یا تاویل یا ذاتی رائے کا عمل دخل نہ ہو۔ اخذ نتائج میں جہاں سے تعبیرات کی کارفرمائی شروع ہوگی اور ان پر مبنی اظہار رائے کا پھیلاؤ شروع ہوگا وہاں تحقیق کی کارفرمائی ختم ہوگی، تحقیق محتاط نگاری کا تقاضا کرتی ہے۔ تحقیق میں عمومی دعوے خطرناک اور گمراہ کن ہو سکتے ہیں اور تحقیق میں اس عمومیت کی گنجائش نہیں ہے۔

انسانی زندگی ایک نظام یا ضابطے کے تحت ہے اسے دیکھنا، سمجھنا اور پرکھنا تحقیق ہے۔ دراصل ذہن، شخصیت اور جذبے کی تنظیم و ترتیب علم کی بنیاد ہے۔ اس ترتیب کو اصول اور ضابطے کے ماتحت ہونا چاہیے۔ انسانی زندگی کو محض اتفاقات کا مجموعہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کے پیچھے کارفرما اصول دریافت کرنے چاہئیں اور ایک بار یہ فارمولا ہاتھ آ جائے تو اس کا پوری دیانتداری اور غیر جانبداری سے انطباق کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں محقق کی بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں محقق کی موضوع پر گرفت مضبوط ہونی چاہیے، کیوں کے ایمانداری اور تلاش حقیقت میں ان دونوں کی بہت اہمیت ہے۔ بغیر ثبوت اور دلیل کے کوئی بات تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو۔ روایت اور تعصبات کے پردے میں چھپی ہوئی صداقتوں کے چہرے سے نقاب الٹنے کی ہمت ہو۔ محقق کا مطالعہ بہت وسیع ہونا چاہیے۔ محقق بیدار، مستعد اور منطقی ذہن کا مالک ہو، حقائق کو بے لاگ پرکھنے کا ملکہ رکھتا ہو۔ تحقیق کے لیے ذاتی دلچسپی ضروری ہے۔ شوق اور دلچسپی کے ساتھ ساتھ صداقت اور تلاش حق کی لگن اور ذوق بھی ہو محقق کو بہت زیادہ احتیاط، زیادہ محنت اور زیادہ دیانتداری کی ضرورت ہے کیوں کہ محقق کے قلم کی ہر لغزش اور فکر کی ہر بے ربطی سے محقق کی تہی ماگی اور کوتاہ فکری کا اظہار ہوگا۔

محقق کا انداز بیاں واضح، صریح اور منطقی ربط کے ساتھ سادہ ہو۔ محقق کو خطابت سے احتراز واجب ہے۔ استعارہ و

تشبیہ کا استعمال صرف توضیع کے لیے کرنا چاہیئے نہ کہ شاعرانہ بیانات کے لیے۔ تناقض وتضاد اور ضعف استدلال سے بچنا چاہیے۔ بات کو سیدھے سادے انداز میں کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ وضاحت، قطعیت اور استدلال کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔ استدلال میں منطقی ربط ضروری ہے۔ ایسی تمام نثری تحریریں جن میں شعر گھپائے گئے ہوں اور ان کی مدد سے شاعرانہ فضا پیدا کر کے ابہام کا سہارا لیا گیا ہو، تحقیق کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ تلفظ اس کا صحیح استعمال لفظ کی ساخت اور مشتقات، جملوں میں لفظوں کا اور عبارت میں جملوں کا باہمی ربط صداقت اور حقیقت ہے بیان کا رشتہ، دلیل اور دعوی کی ہم آہنگی یہ سب ایسے امور ہیں جن کی تحقیق میں بنیادی اہمیت ہے۔

تحقیق ایک بامقصد سائنسی اور منضبط فکر کا عمل اور اس کی پیش کش ہے۔ یہ کام بعض مخصوص مراحل کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ ان میں انتخاب موضوع، موضوع کی وسعت کا تعین، طریقہ کار کا تعین، مواد کا تعین، مآخذ کا تعین اور مقالہ کی تسویہ و پیش کش شامل ہے۔ ان مراحل کو طے کرنے کے لئے تجربہ کار استاد رہنما کی ضرورت ہے۔ یوں تو محقق کو تحقیقی عمل میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔ تاہم اپنے رہنما سے رابطہ اور رہنمائی بہت ضروری ہے۔ اپنے تحقیقی عمل میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے، تاہم تحقیق کے میدان میں پیش آنے والی دشواریوں کا حل اپنے استاد کی رہنمائی میں تلاش کیا جا سکے اور رہنمائی کے تجربات سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکے۔

تحقیق کی روایت حزم واحتیاط کی متقاضی ہے۔ نئی معلومات کی تلاش، عام اور مسلمہ علمی مفروضوں کی چھان پھٹک، تمام، مطلوبہ مواد کو جرح وتعدیل کی کسوٹی پر پرکھنا، اصل مآخذ سے استفادہ، حوالے کے اندراجات میں محتاط انداز اس روایت کے بنیادی تقاضے ہیں۔

<u>مقاصد</u> :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ تحقیق کے بنیادی مفہوم سے آگاہی حاصل کر سکیں

۲۔ اپنے میں ان سنجیدہ اوصاف کو پیدا کر سکیں جو محقق کے لیے ضروری ہیں

۳۔ تحقیقی مقالے کی پیش کش کے مخصوص ابتدائی مراحل سے روشناس ہو سکیں

عنوان اور کتب برائے مطالعہ

فن تحقیق

ا۔ (الف) تحقیق کیا ہے؟

ب) تحقیق کی خصوصیات

(ج) تحقیق کے بنیادی لوازم

لازمی کتب

(1) اردو میں اصول

تحقیق (جلد اول)

مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد (ص-۱-۷)

(۲۳-۲۸) (۷۱-۷۹)

(2) تحقیق اور اصول

وضع اصطلاحات ،

منتخب مقالات ،

مرتبہ اعجاز راہی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

(ص ۱۲۳-۱۳۳)

اہم نکات

تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے، اس کی بنیاد تلاش و جستجو، مشاہدات تجربات اور علوم کی افہام و تفہیم پر ہوتی ہے۔ تحقیق ایک محتاط، سرگرم جستجو اور مسلسل کاوش اظہار ہے۔ جس میں مروجہ حقیقتوں کی تصدیق نئی حقیقتوں کی تلاش اور سچائی کی کھوج مضمر ہے۔ اس کا مرکز کوئی موضوع یا مسئلہ ہوتا ہے۔ جسے حل کیا جاتا ہے یا کوئی نئی بات پہلے کہی ہوئی بات کی تصحیح یا اس کا نیا پہلو دریافت کیا جاتا ہے۔ تحقیق کو بطور ایک طرز زندگی اپنانا، اور سچی لگن رکھنا مختلف علوم سے واقفیت، اہم، مستند اور بنیادی ماخذ تک رسائی حاصل کرنا، حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک، مواد کی ترتیب و تنظیم اور پیشکش تحقیق کے بنیادی لوازم ہیں۔

خودآزمائی

۱۔ ''تحقیق محض حقائق کی دریافت نہیں بلکہ اس کے اثرات کا کھوج لگا کر صحیح تاویل پیش کرنا ہے'' اس بیان کی روشنی میں اپنی رائے قائم کیجیے؟

۲۔ تحقیق کے تقاضے کیا ہیں ان کی نشان دہی کیجیے؟

۳۔ کسی ایسی کتاب کی نشان دہی کیجیے جس میں تحقیق کے تقاضے اور اس کے بنیادی لوازم کا خیال رکھا گیا ہے۔

۲۔ فن تحقیق

الف۔ اسلامی طرز تحقیق

ب۔ مغربی فکر تحقیق

ج۔ خارجی وداخلی شہادت

لازمی کتاب

۱۔ ''اردو میں اصول تحقیق''
مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ
قومی زبان، اسلام آباد
ص (۴۹-۵۷)

۲۔ تحقیق اور اصول وضع
اصطلاحات، مرتبہ
اعجاز راہی، مقتدرہ
قومی زبان، اسلام آباد
ص (۱۴۷-۱۶۴)

اہم نکات

قرون اولی کے مسلمانوں نے علم حدیث کے بارے میں روایت اور درایت کے لیے جو اصول منضبط کیے ہیں ان روایت کے بارے میں حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک آخری راوی سے لے کر چشم دید گواہ تک تسلسل کے ساتھ روایت موجود نہ ہو، حدیث بیان نہیں کی جاتی تھی۔ درایت یعنی عقلی حیثیت سے واقعات کو جانچنے کے اصول اس قدر قوی ہیں کہ راویو ں کی صداقت اور دیانت کا پورا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کسی واقعے کو پرکھنے کے لیے خارجی اور داخلی شہادتیں، راوی کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تصدیق روایت کی جانچ پڑتال اور حزم و احتیاط، مواد میں تعریف یا اضافہ وغیرہ کی نشاندہی، یہ سب وہ اصول ہیں جنھیں مسلمانوں نے مرتب کیا اور قریب قریب یہی اصول تحقیق اب مغربی فکر تحقیق میں بیان ہونے لگے ہیں

خود آزمائی

ا۔ "مغرب کے جدید اصول تحقیق زیادہ تر مسلمانوں کے اصول سے ماخذ ہیں" تبصرہ کیجیے

۲۔ تحقیق میں خارجی شواہد سے کیا نتائج نکالے جاسکتے ہیں؟

۳۔ اصل اور الحاقی مواد کے درمیان حد فاضل قائم کرنے میں داخلی شواہد کس حد تک معاون ثابت ہوئے ہیں۔

۴۔ کسی ایسی کتاب کی نشان دہی کیجیے جس میں خارجی اور داخلی شواہد کی مدد سے تحقیق کا نیا پہلو پیش کیا گیا ہو؟

۳۔ **لازمی کتاب**

الف۔ محقق کی خصوصیات — اردو میں اصول تحقیق ،

ب۔ رہنمائی کے مراحل — مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد، ص (۷۹-۸۴)

اہم نکات

محقق کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے۔ وسیع مطالعے کے ساتھ ساتھ گہری نظر، تنقیدی شعور اور دیانت کی ضرورت ہے۔ تحقیق کے لیے ذاتی دلچسپی، شوق اور سخت محنت درکار ہے۔ قوت استدلال، جدت، حافظہ، تحقیق کے لیے لگن، سرگرمی اور ذہنی صداقت محقق کی بنیادی صفات ہیں۔ محقق کو تحقیق کے لیے مالی سکون، لائبریری، سفر اور آلات اور مشینوں کی سہولیات حاصل ہوں۔ تحقیق میں رہنمائی کے لیے تجربہ کار، فراخ دل اور شفیق رہنما ضروری ہے جن کے مشورے سے تحقیقی عمل میں موضوع کا انتخاب دائرہ تحقیق اور طریقہ کار کا تعین، مواد کا تعین اور پیش کش کے مراحل طے کیے جاسکیں۔

خود آزمائی

ا۔ تحقیقی عمل کی باضابطہ تکمیل کے لیے کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے؟ کیا انکے بغیر تحقیق ممکن ہے۔

۲۔ کسی ایسے محقق کی نشان دہی کیجیے جس میں بیشتر وہ صفات ہوں جو ایک محقق کے لیے ضروری سمجھی گئی ہیں؟

یونٹ نمبر ۳

اصول تحقیق، تحقیق وتنقید

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق کے اصول، تحقیق اور تنقید کا باہمی رشتہ اور تحقیق کے مسائل کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

یونٹ ایک نازک اور پیچیدہ فن ہے جسے کئی ایک زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ نئے حقائق کی تلاش کا عمل ہے۔ اس عمل کو بھی چند اصولوں کے تحت منظم و مرتب کیا گیا ہے۔ تحقیق نئے حقائق کا کھوج لگاتی ہے۔ اور معلوم حقائق یا اصولوں کو نئے انداز سے پیش کرتی ہے۔ اور علم کی حدود میں توسیع کا باعث ہے۔ حقائق کی دریافت میں کس امر کا وجود بطور واقعہ اس صورت میں مرتب ہوگا، جب اصول تحقیق کے مطابق اس کی معلومات حاصل ہوں، یعنی حقائق کی دریافت سے امر واضح کی صحیح صورت حال سے آگاہی ہو۔ اس سلسلے میں شہادتوں کی مدد سے جو معلومات حاصل ہوں وہ ایسی ہوں کہ واقعات کی ترتیب میں استدلال کے ذریعے نتائج اخذ کیے جا سکیں۔ اگر کوئی محقق نئے قابل قبول شواہد کے بغیر کسی امر واقع کو روایت کے طور پر پیش کرتا ہے تو وہ قابل قبول ہے۔ بالواسطہ روایت پر اگر انحصار کرنا ہی ہے تو اس میں حزم و اختیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ وگرنہ بنیادی مآخذ سے استفادے کا التزام ضروری ہے۔ مکمل دلائل کے بغیر کسی روایت یا حقیقت کو قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ تحقیق میں اصلیت کا تعین اس وقت کی حاصل شدہ معلومات پر مبنی ہوتا ہے۔ جب بھی ایسی نئی معلومات حاصل ہوں گی اسے لازماً قبول کرلیا جائے گا اور دریافت کا یہ عمل اسی طرح جاری رہے گا۔ نئے مآخذ سامنے آتے رہیں گے اور معلوم حقائق کی تصدیق یا تکذیب ہوتی رہے گی۔ تحقیق میں کوئی واقعہ بڑا یا چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ ہر واقعہ بجائے خود ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اور اس کے متعلق ضروری معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ بات اہم ہو یا غیر اہم حق تحقیق ادا ہونا چاہیے۔ معاملہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اس کی تفاصیل کے بیان میں حقیقت سے جزوی انحراف بھی روا نہیں رکھا جاتا ہے۔

تدوین اور تحقیق کے لئے طبعی مناسبت کی بنیادی اہمیت ہے۔ موضوع تحقیق کے انتخاب میں اپنی صلاحیتوں کا لحاظ بھی ضروری ہے اور یہ بھی کہ مواد کی فراہمی لکھنے والے کے لئے ممکن ہے یا نہیں۔ تحقیق میں غیر سنجیدہ تحریر سے احتراز، خطابت اور آرائش پسندی سے پرہیز لازمی ہے۔ زبان مبالغے سے پاک اور غیر ضروری صفاتی الفاظ سے معرا ہو۔ ہر لفظ کے استعمال میں پوری احتیاط برتی جائے۔ تمام ممکنہ مواد کا مطالعہ کر کے ہی قلم اٹھایا جاتا ہے تاکہ موضوع کا بھرپور احاطہ کیا جا سکے۔ مکمل دلائل کے بغیر کسی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ استدلال کی بنیاد جذباتیت پر نہیں منطقیت اور حقیقت پر رکھی جاتی ہے۔ حافظے پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

کوئی بات مآخذ سے رجوع کئے بغیر نہ کہی جائے۔

ہر بیان کے لئے حوالے اور سند لازم نہیں، اگر بات نئی ہو تو اس کے مآخذ کا حوالہ ضروری ہے۔ ثانوی مآخذ کے حوالے بعض اوقات گمراہ کن ہوتے ہیں۔ حتی الامکان ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اولین مآخذ کے ہوتے ہوئے ثانوی مآخذ قابل اندراج تو ہو تے ہیں لیکن قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ استدلال کی بنیاد مستند حوالوں پر رکھی جاتی ہے۔ حوالے اگر معتبر نہیں تو تحقیق کے نقطہ نظر سے وہ قابل قبول ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جب تک صحت انتساب کا تعین نہ کر لیا جائے اس وقت تک بطور سند ایسے حوالوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

ترجمے کو اصل مآخذ کی حیثیت سے پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اصل تصنیف بنیادی مآخذ اور اس کا ترجمہ ثانوی مآخذ ہے۔ لہذا ترجمے کے ساتھ اصل متن بھی درج کیا جانا چاہئے۔

نظم کے موضوع پر تحقیق کرتے وقت محقق کو فن عروض، فن قافیہ اور فن تاریخ کے قواعد سے واقفیت ضروری ہے۔ وہ محققین جو موزوں اور ناموزوں کلام میں تمیز نہیں کر سکتے۔ دواوین کی ترتیب کا کام اپنے ذمہ نہ لیں۔

تحقیق و تنقید کے ایک خاص حد تک دائرہ ہائے عمل الگ الگ ہیں مگر کچھ دائرے ایسے ہیں جن میں یہ دونوں قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ تنقید بھی تحقیق کی طرح سچائی کی متلاشی ہوتی ہے اور یہ سچائی حسن کی تلاش اور اس کی نسبتوں اور مقداروں کے تعین سے متعلق ہے۔ "تنقید کی * غایت یہ ہے کہ ادبی تخلیقات کو چھان پھٹک کر فیصلہ صادر کیا جائے کہ کونسا حصہ جاندار اور باثمر ہے اور کونسا حصہ ناسودمند اور بیکار ہے۔ اس سلسلے میں اصابت رائے اور ذوق سلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی ذوق سلیم کا اظہار جب توازن اور اعتدال کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے تو ادبی تخلیقات کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے "اس کے بھی کچھ عقلی اصول ہیں جن کی وجہ سے تنقید میں تحقیق و تجربے کے انداز خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی تصنیف کی قدر و قیمت میں حیات کا کوئی حصہ ہے تو حیات کا کسی مصنف کی تخلیقات سے رابطہ قائم کرنے کے لئے تحقیق ایک بنیادی ضرورت بن جاتی ہے اور مصنف کی زندگی کا کوئی واقعہ بھی تنقید کے نقطہ نظر سے بیکار نہیں سمجھا جا سکتا۔ تنقید میں تحقیق کے کئی پہلو نکلتے ہیں اور تنقید کے لئے بھی تحقیق ایک لازمی سائنس ہے۔ تحقیق میں معلوم حقیقت کو فکر کی شکل دینے کے لئے شدت احساس کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں ہی تنقید کا جزو لاینفک ہیں۔ لہذا اعلیٰ تنقید بھی تحقیق کی بہترین شکل ہے۔

تحقیق کے سلسلے میں بے شمار ایسے مسائل ہیں جن پر غور کیا جانا ضروری ہے۔ تحقیق کا سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ تحقیق متن اور تصحیح متن کا ہے۔ تصحیح متن سے مراد متداولہ کلیات یا تصانیف میں جو الحاقی یا غیر مستند حصے شامل ہو گئے ہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور جو حصے شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انہیں شامل کیا جائے۔ تحقیق کا دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ کہیں تحقیق

---

* انتقاد ادبیات۔ سید عابد علی عابد۔ مجلس ترقی ادب، ۲ قلب روڈ لاہور، ۱۹۶۶، ص۔۳

صرف حقائق کی کھتونی ہے اس کا تنقید سے کوئی باہمی رشتہ نہیں۔ حقائق کی مناسب توجیہہ اوران کے عواقب اور متعلقات پر غور و فکر کرنا فن کا درجہ رکھتا ہے اوراس فن کے لئے اکتساب، ریاضت اور مشق شرط ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق کے بنیادی وسائل کی فراہمی ایک دشوار گزار مرحلہ ہے جس سے طالب علم محقق کو بعض معمولی معلومات حاصل کرنے کے لئے قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تحقیق کے طالب علم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کن کن موضوعات پر کام ہو چکا ہے۔ تحقیق کے سلسلے میں ایک اوراہم کام تحقیقی مآخذوں کی تدوین اور ضابطہ بندی ہے۔

تحقیق بڑی ذمہ داری اور ریاضت کا کام ہے۔ ضرورت ہے کہ تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے والے اس منزل کی سمت اور آئین وآداب کا صحیح تصور رکھیں اور علمی وقار کے ساتھ تحقیق کے معیار کو بلند رکھیں۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ تحقیق کے اصولوں سے واقفیت حاصل کر کے انہیں عملی طور پر برت سکیں۔

۲۔ تحقیق کے مسائل پر غور وخوض کر سکیں اوران کا حل تلاش کر سکیں۔

۳۔ تحقیقی عمل میں پیش آنے والی دشواریوں سے آگاہ ہوسکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

۱۔ اصول تحقیق

لازمی کتاب

۱) اردو میں اصول تحقیق
جلد اول مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،
مقتدرہ قومی زبان ،
مقالہ ڈاکٹر جمیل جالبی
(ص۔۵۹۔۷۰)

۲) اردو میں اصول تحقیق

جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ

قومی زبان، مقالہ قاضی عبدالودود (ص-۲۷-۴۴)

۳) لائبریری سائنس اور اصول

تحقیق۔ سید جمیل احمد رضوی،

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد (۱۴-۳۱)

۴) تحقیق اور اصول وضع

اصطلاحات- مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان

مقالہ ڈاکٹر نجم الاسلام

(ص-۱۴۷-۱۶۴)

اہم نکات:

مکمل دلائل کے بغیر کسی روایت یا حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تمام ممکنہ مواد کا مطالعہ کر کے ہی قلم اٹھائیں تا کہ موضوع کا بھرپور احاطہ کر سکیں۔ استدلال کی بنیاد منطقیت اور حقیقت پر رکھی جائے۔ مواد کی فراہمی کا اندازہ لگایا جائے۔ تحریر سنجیدہ ہو، شاعرانہ اسلوب سے پرہیز کیا جائے۔ لفظوں کے استعمال میں پوری احتیاط برتی جائے۔ بات اہم ہو یا غیر اہم حق تحقیق ادا ہونا چاہیے۔ بنیادی مآخذ سے رجوع کیے بغیر کوئی بات پیش نہ کی جائے۔ ہر نئی بات کے لیے اس کے مآخذ کا حوالہ ضروری ہوتا ہے۔

خود آزمائی:

۱۔ تحقیق میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیے؟

کیا آپ کسی ایسے تحقیقی مقالے کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس میں ان اصولوں کو برتا گیا؟

لازمی کتاب

۲۔ تحقیق اور تنقید ۱) اردو میں اصول تحقیق،

کا باہمی رشتہ

جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقالہ ڈاکٹر سید عبداللہ،
ص(۲۹ - ۳۸)

۲) اردو میں اصول تحقیق'
جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقالہ پروفیسر نگیندر
ص(۶۷ - ۷۶)

۳) تحقیق اور اصول وضع
اصطلاحات ، مرتبہ اعجاز
راہی، مقتدرہ قومی زبان مقالہ مظفر علی سید
ص(۱۶۵- ۱۷۶)

۴۔ <u>تحقیق کے مسائل</u>

۱) اردو میں اصول تحقیق
جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ
قومی زبان، ص(۱۹- ۲۱)

۲) اردو میں اصول تحقیق
جلد دوم، مقالہ پروفیسر محمد حسن
ص (۱۲۵ - ۱۳۶)

<u>اہم نکات</u>

تحقیق تنقید ہی کا جزو لاینفک ہے۔ جب تک تحقیق حقائق کی مناسب چھان بین کر کے تصدیق کی مہر نہ لگا دے اس وقت تک ان حقائق سے نتائج کیوں کر نکالے جا سکتے، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ تنقیدی شعور کے بغیر تحقیق کا کام ادھورا اور تحقیقی تجربے کے بغیر تنقید یا فنی تاثر کے ساتھ انصاف ممکن نہیں۔ تحقیق کا سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ تحقیق متن اور تصحیح متن کا ہے۔ تحقیق کے میدان میں ایک اور اہم کمی یہ بھی ہے کہ ابھی تک تحقیق کے بنیادی وسائل کی فراہمی کا کام مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے

محقق طالب علم کو قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تحقیق بڑی ذمہ داری اور ریاضت کا کام ہے۔ اسے جھوٹی وفاداریوں اور رنجشوں سے پاک رکھ کر سنجیدگی اور وقار کے ساتھ تحقیق کے معیار کو بلند کیا جا سکتا ہے۔

خودآزمائی:

۱۔ تحقیق میں تنقید کا مقام متعین کیجیے؟

۲۔ کسی ایسے تحقیقی مقالے کی نشاندہی کیجیے جس میں تحقیق اور تنقید قدم بہ قدم چلتے نظر آتے ہیں؟

یونٹ نمبر ۴

تحقیق کی قسمیں

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق کی چند قسموں کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

تحقیق ایک جامع عمل ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف پہلوؤں کی حامل ہے۔ یہ پہلو اپنے مقاصد کے لحاظ سے اہم اور قابل توجہ ہیں۔ تحقیق کا پہلا مقصد نظریے کی نشو ونما اور ارتقاء ہے۔ اس قسم کی تحقیق نئے خیالات کو واضح طور پر متعین کرنے اور مقاصد زندگی کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے اس کا دوسرا مقصد حقائق کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے جو سروے اور خاص اطلاعات سے حاصل کی جاتی ہیں۔ تحقیق کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس کا تعلق فوری اور عملی مسائل سے ہو یا وہ ان مسائل کو سمجھنے یا حل کرنے میں مدد دے سکے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ماہرین نے تحقیق کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جو خالص تحقیق یا اطلاقی / عملی تحقیق کے دائرے میں آتی ہیں۔ خالص تحقیق معلومات کے دائرے کو وسیع کرتی ہے اور اطلاقی وعملی تحقیق نتائج کی روشنی میں اسے پرکھتی ہے۔

خالص تحقیق کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہے اس کے ذریعے بہت سے سوالات اور موضوع سے متعلق گوشوں کو منظر عام پر لانے سے تقریباً ایک نئی دنیا کی تلاش کا کام پورا ہو جاتا ہے اور محقق اس قول پر یقین رکھتا ہے کہ علم سب سے بڑا زیور ہے اور صداقت اعلیٰ ترین قدر ہے۔

اطلاقی تحقیق (Applied Research)

صرف معلومات کی حصول یابی ہی اس کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ نتائج کو عملی شکل میں مسائل کے حل کی صورت میں لایا جاتا ہے جو پہلے سے بنائے گئے اور بتائے گئے ضابطوں اور حدود میں رہ کر تحقیقی عمل کو جاری رکھتا ہے۔ بیانیہ تحقیق (Descriptive Research) میں موجودہ حالات، حقائق اور واقعات کو بعینہٖ اس طرح واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے جس طرح کہ وہ اپنی اصلی حالت میں رونما ہو رہے ہیں۔ اس قسم کی تحقیق سے حاصل شدہ ڈاٹا (Data) نئے اور اچھوتے پروگراموں کی نشاندہی کے لئے مفید اور کارآمد ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں جو حقائق جمع ہوتے ہیں ان کے لئے متعلقہ اعداد وشمار کی جو زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی وساطت سے نت نئے تجربات جنم لیتے ہیں اور مفروضات قائم ہوتے ہیں۔ تجرباتی تحقیق میں متغیرات کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اس کے اثرات کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے اور تجزیے کے پیچیدہ ترین طریقوں سے تحقیق کی مشکل منزلیں طے کی جاتی ہیں۔ تحقیق کی ایک اہم قسم موضوع کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ادبی تحقیق آتی ہے۔ کلاسیکی زبان وادب کا جدید حالات کی روشنی میں جائزہ اسی ذیل میں ہے۔ یہاں تدوین ادبی تحقیق کی رہنمائی کرتی ہے۔ تدوین کے سلسلے میں اصل مسئلہ متن کی شناخت کا ہے۔ تاریخی تحقیق کا تعلق بھی انسان کے اس تجسس اور تنقیدی فکر سے ہے جس کے تحت وہ

مفروضے قائم کرتا ہے اور حقائق کی روشنی میں نتائج اخذ کرتا ہے۔ آپ اس کا تفصیلی مطالعہ یونٹ نمبر 6 میں کریں گے۔ سائنسی طریقہ تحقیق میں کسی سوال کا جواب معلوم کیا جاتا ہے۔

دو یا دو سے زیادہ متغیرات (Variables) کے درمیان تعلقات کی آزمائش کے لئے یہ بہت مفید اور قابل اعتماد طریقہ ہے۔

تحقیق کی ان تمام اقسام میں بعض بنیادی باتیں مشترک ہیں۔ یعنی نئے حقائق کی تلاش، معتبر ماخذ سے سند حاصل کرنا حقائق کی چھان بین کے بعد ان کا تجزیہ کرنا اور اس سے نتائج حاصل کرنا وغیرہ۔ عملی اور اطلاقی تحقیق ان نتائج سے مسئلے کا عملی حل تلاش کرتی ہے۔ اس طرح سوالات، مسائل اور ان کا حل، ذہنی تصورات سے چل کر تجزیئے اور مشاہدے کے باقاعدہ عمل میں تبدیل ہو کر نئے علوم کو جنم دیتے ہیں۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

1۔ تحقیق کے بنیادی مقاصد سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

2۔ تحقیق کے مقاصد کو سمجھ کر مختلف اقسام تحقیق سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

3۔ اپنی تحقیق کے لئے طریقہ کار کا انتخاب کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ:

تحقیق کی قسمیں

۱۔ خالص تحقیق

۲۔ اطلاقی / عملی تحقیق

۳۔ بیانیہ تحقیق

۴۔ تجرباتی تحقیق

۵۔ تاریخی تحقیق

۶۔ موضوعاتی تحقیق

۷۔ سائنسی تحقیق

لازمی کتب

۱) اردو میں اصول تحقیق جلد اول،
مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،
مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
ص (۴۔۱۸)

۲) لائبریری سائنس اور اصول تحقیق
از سید جمیل احمد رضوی،
مقتدرہ قومی زبان
ص (۴۵۔۵۸)

امدادی کتاب

تعلیمی تحقیق از ڈاکٹر احسان اللہ خان،

بک ٹریڈرز، لاہور

ص (۷۶۔۱۰۷)

اہم نکات:

تحقیق کا اصل مقصد فطرت یا انسانی زندگی سے متعلق مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔ تحقیق کسی مسئلے کے قابل اعتماد حل اور صحیح نتائج تک پہنچنے کا وہ عمل ہے جس میں ایک منظم طریقہ کار کے ذریعے حقائق کی تلاش، ان کی چھان پھٹک اور پھر ان کے تجزیے سے نتائج مرتب کیے جاتے ہیں۔ مختلف علوم کی ضروریات کے تحت تحقیق کے مختلف طریقہ ہائے کار وضع کیے گئے ہیں لیکن منزل سب کی ایک ہے۔

خود آزمائی

۱۔ جن اقسام تحقیق کا آپ نے مطالعہ کیا ان میں مشترک اقدامات کی نشان دہی کیجئے؟

۲۔ اپنی تحقیق کے لئے ان میں سے آپ کون سا طریقہ کار منتخب کریں گے؟

یونٹ نمبر ۵

لسانیاتی تحقیق

تعارف اور مقاصد

یونٹ نمبر ۴ میں آپ نے سات مختلف طریقہ ہائے تحقیق کا مطالعہ کیا۔ اس یونٹ میں آپ لسانیاتی تحقیق کے اصول او رطریق کار کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

لسانیات علم کا ایک بہت اہم شعبہ ہے جس کا موضوع زبان کے مسائل ہیں۔ کسی زبان کو بولنا اور دفصاحت سے بولنا ایک فن ہے۔ زبان کے اصول جاننا اور ان میں ایک نظام قائم کرنا ایک علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر بولنے والا زبان کے اصول سے واقف نہیں ہوتا۔

اگلے زمانے میں لسانی تحقیق کی بنیاد ایک ہی زبان پر ہوتی تھی۔ ایک ہی زبان کے مطالعے سے جو نتائج نکلتے تھے انہی کی مدد سے انسانی زبان کے بعض مشترک اصول اور قوانین بھی قیاس کر لیے جاتے تھے۔ لیکن جدید تحقیق میں ہمہ گیر معلومات کی بنا پر (یہ معلوم کیا جائے کہ کسی ایک زبان کا دوسری سے کہاں تک تعلق ہے اور کس قسم کا تعلق ہے اس طریقے میں نئی اور پرانی سب ہی زبانیں زیر تحقیق آئیں اور آ رہی ہیں) جو اصول قائم کیے گئے انہی اصولوں کو لسانیات کہتے ہیں۔

لسانی تحقیق میں محقق کو لازم ہے کہ وہ مقام یا جگہ، زمین کی نوعیت اور خصوصیات، اس کی آب و ہوا کی کیفیت اور اثر، اس کے موسموں کے تفاوت کا جائزہ لے۔ کیوں کہ یہ سب چیزیں ملک کے بسنے والوں کے خصائل، ان کے رسم و رواج کو متاثر کرتی ہیں اور زبان کی تشکیل میں ان سب کا حصہ بہت نمایاں ہے۔ لہٰذا تحقیق کے سلسلے میں محقق کو ان مخصوص حلقوں میں جانا ہو گا۔ لسانی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اس کے لیے محقق کو ایک ایسے اطلاع کار کی ضرورت ہو گی جو اس مخصوص علاقے سے تعلق اور پوری واقفیت رکھتا ہو اور جو مفید مواد فراہم کرنے میں مدد دے سکتا ہو۔ محقق کا اپنے مقالے کی تیاری کے لیے اپنے مخصوص علاقے کے لسانی حالات کا پورا پورا جائزہ لینا ہوتا ہے اور وہ جس زبان کے بارے میں تحقیق کر رہا ہے اس کے مختلف اسالیب اور اسیٹوں کا مطالعہ اصولی انداز میں کرنا چاہیے۔ اگر کسی حلقے کے مخصوص قلمی نسخوں کے بارے میں تحقیق کرنی ہو تو اس مخصوص رسم الخط سے پوری پوری واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ اس تحقیقی عمل میں جو باتیں کسی تحریری ماخذ سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ انہیں وہاں کے مقامی لوگوں کے علم سینہ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مقامی بولیوں اور سماجی لسانیات کے محقق کو اپنی مدد کے لیے ایک سے زیادہ اطلاع کار درکار ہوتے ہیں جو قوم، مذہب، عمر، جنس اور پیشے کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ اطلاع کار کی تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے تا کہ وہ اپنے کام کے مقصد اور اہمیت سے آگاہ ہو سکے۔ مواد کی فراہمی کے طریقے صحیح اور سائنسی ہوں۔ اس سلسلے میں کچھ اصول مقرر کیے جا سکتے ہیں اور کام کے لیے مدت کا تعین کیا جا سکتا ہے تا کہ اطلاع کار سہولت سے معلومات بہم پہنچائے۔

لسانیاتی تحقیق میں عام طور پر تین طرح کا مواد فراہم کیا جات ہے۔ذخیرہ الفاظ ،فقرہ جات اور مختلف ساخت کے جملے۔اس کے علاوہ ایک سے زیادہ کہانیاں یا تقاریر،اسی مواد پر تحقیق کی تکمیل کا انحصار ہوتا ہے۔ذخیرہ الفاظ میں ان الفاظ کا استعمال صوتیات کے تجزیے کے لیے اور اصول وقواعد کے تعین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رکھی جاتی ہیں کہ ذخیرہ الفاظ وسیع سے وسیع تر ہو۔جمع شدہ الفاظ کو ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ حوالوں کے ساتھ استعمال کر کے جانچا جاتا ہے۔ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہونے کی صورت میں صحیح تلفظ کا تعین کثرت استعمال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔جملوں کی فہرست بنائی جاتی ہے۔زبان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ ایسی کہانی سے بھی ہوسکتا ہے جو عوام میں مقبول ہو۔

لسانیاتی مواد کو محفوظ کرنے کے لیے دستی تحریر اور ٹیپ کرنے کے طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔جائزہ کاری کے لئے سوالنامے میں مدد لی جاسکتی ہے۔جائزہ کاری میں کسی مخصوص مسئلے پر مختلف لوگوں کے خیالات جمع کر کے ان کا آپس میں موازنہ اوران سے نتیجہ اخذ کرنا اس تحقیقی عمل کا ایک اہم جزو ہے۔یہ عمل سوالنامے اور انٹرویو کے ذریعے ہوسکتا ہے۔سوالنامے ترتیب دیتے وقت تحقیق کا موضوع،محقق کا رجحان اور تحقیق سے متعلق زمانے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

ان تمام اقدامات کے ذریعے حقائق کی چھان پھٹک کے بعد نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔مقالے کی پیش کش کے لیے وہی طریقہ کار ہے جو باقی اقسام تخلیق کے لیے مخصوص ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ لسانیاتی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی اہمیت اور طریقہ کار سے آگاہ ہوسکیں۔

۲۔ لسانیاتی تحقیق کے سلسلے میں مواد کی فراہمی کے طریقہ کار سے آگاہی حاصل کرسکیں۔

۳۔ ان معلومات کی روشنی میں عملی طور پر تحقیق کرنے کے قابل ہوسکیں۔

کتب برائے مطالعہ

لسانیاتی تحقیق

الف۔ حلقہ جاتی کام اوراس کی اہمیت

لازمی کتاب

اردو میں اصول تحقیق،

ب۔ مواد کی فراہمی جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،

مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

ج۔ عوامی ادب کے اطلاع کار

د۔ جائزہ کاری کے لیے مخصوص مقالہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی، سوالات ص (۵۹۔۶۲)

اہم نکات:

لسانیات علم کا ایک اہم شعبہ ہے۔ کسی زبان کا بولنا ایک فن ہے اور زبان کے اصولوں کو جاننا اور ان میں تنظیم پیدا کرنا ایک علم ہے جو لسانیات کہلاتا ہے۔ لسانی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی بہت اہمیت ہے جس کے لیے مواد کی فراہمی کے کئی طریقے ہیں اور جائزے کے لیے مخصوص سوالنامے اور انٹرویو ہیں۔ اس تحقیقی عمل میں محقق کو ان مخصوص حلقوں، عوامی اجتماعات اور زندگی کے تمام شعبوں سے مواد اور حقائق فراہم کرنے ہوتے ہیں تاکہ ان کی چھان بین کے صحیح نتائج اخذ کیے جاسکیں۔

خود آزمائی:

۱۔ لسانیاتی تحقیق کے اطلاع کاروں کے فرائض کا تعین آپ کن اصولوں کی روشنی میں کریں گے؟

۲۔ مواد کے حصول کے لیے جو ذرائع استعمال ہوں گے ان میں محقق کا کیا کردار ہے؟

۳۔ ان یونٹوں کے مطالعے کے بعد کیا آپ نے اپنی تحقیق کے لیے کسی طریقہ کار کا انتخاب کیا؟

یونٹ نمبر ۶

دستاویزی تحقیق

تعارف اور مقاصد:

اس یونٹ میں آپ دستاویزی تحقیق، مآخذ، مصادر کی جمع آوری، خارجی اور داخلی تنقید اور دستاویزی تحقیق کی مختلف اقسام کے تفصیلی جائزے کا مطالعہ کریں گے۔

دستاویزی تحقیق کو تاریخی تحقیق بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ گذشتہ حالات و واقعات کا مربوط بیان ہوتا ہے۔ چونکہ تحقیق کے اس طریقے میں دستاویزات اور ریکارڈ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو دستاویزی تحقیق کہتے ہیں۔ اس طریق تحقیق کا استعمال علم کے ہر شعبے میں کیا جا سکتا ہے۔

تحقیق کے اس عمل میں انہی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو دوسری قسم کی تحقیق میں درپیش ہوتے ہیں لیکن محقق چند ایسے مسائل سے دوچار ہوتا ہے جو اس کے موضوع کے علاوہ اس کے ساتھ مختص ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خاص معیار اور خاص اسلوب اختیار کرتا ہے۔ اس طریق کار کے مختلف مدارج ہیں۔

جس شعبہ علم میں تحقیق مقصود ہو اس کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مسئلے کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اس مرحلے پر ان مآخذ اور دستاویزات کو جمع کر کے استفادہ کیا جاتا ہے جن پر تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ عام طور پر دو قسم کے مصادر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایک کو بنیادی مصادر اور دوسرے کو ثانوی مصادر کا نام دیا جاتا ہے۔ بنیادی مصادر میں چشم دید شہادت موجود ہوتی ہے۔ ان میں ذاتی کاغذات، دستاویزی ریکارڈ، انٹرویو، خودنوشت سوانح عمریاں اور یادداشتیں، تقریروں اور خطوط کے مجموعے اور سرکاری ریکارڈ وغیرہ شامل ہیں۔ ثانوی مصادر ان افراد کی شہادت کا ریکارڈ ہے جو چشم دید گواہ تو نہ تھے لیکن انہوں نے کسی وجہ سے اس کا ریکارڈ تیار کیا جن میں اقتباس، نصابی کتب، جنتریاں، دائرۃ المعارف اور اطلاعات کے ایسے ہی کئی مصادر ہیں۔ تحقیق کے عمل میں بنیادی مآخذ یا مصادر سے استفادے کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

اس طریق تحقیق میں کئی قسم کے ریکارڈ اور مختلف قسم کے آثار سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کی دستاویزات جو سرکاری ریکارڈ میں ہوتی ہیں۔ ذاتی ریکارڈ میں ڈائریاں، خودنوشت سوانح عمریاں، خطوط اور مختلف قسم کے مسودات، زبانی روائتیں، تصویری ریکارڈ، مطبوعہ مواد (اخبار، کتابچے، رسالے وغیرہ) میکانکی ریکارڈ (انٹرویو، اجلاس) اور مخطوطے وغیرہ ہی تاریخی تحقیق کرنے والوں کے لئے آثار قدیمہ اور سرکاری دستاویزات بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

اس مواد کی دستیابی مختلف مقامات اور مختلف ذرائع سے ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں حوالہ جاتی کتب، کتب خانوں کی فہرستیں، رسائل و جرائد کے اشاریے، کتابیات، تاریخی مواد سے متعلق تبصرے، تحقیقی مقالات اور تحقیقی رسائل رہنمائی کرتے

ہیں۔ مواد کا ایک اہم ذریعہ آرکائیوز (Archives) ہیں۔ ذاتی اور انفرادی کوشش سے صاحب علم وفضل اور تجربہ کار لوگوں سے معلومات حاصل ہوسکتی ہیں یا وہ نشاندہی کرسکتے ہیں۔ مواد کی فراہمی اور تلاش کا مرحلہ بہت صبر آزما ہوتا ہے۔ یہ منزل مستقل مزاجی، قوت ارادی اور مسلسل کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔

مصادر کی جمع آوری کے بعد ان میں سے قابل اعتبار مواد نکال لیا جاتا ہے۔ اور ان پر خارجی و داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے۔ خارجی جانچ پرکھ میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دستاویز اصلی ہو، معتبر ہو، سند قابل قبول ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ مصنف، مقام تصنیف اور سال تصنیف کے بارے میں معلومات کی جانچ کی جاتی ہے۔ کسی دستاویز کو اصل صورت میں لانے کے لئے اکثر اوقات بہت محنت اور عرق ریزی سے سراغ رسانی کا کام کرنا پڑتا ہے اور کئی سوالات کے تشفی بخش جواب معلوم کرنے پڑتے ہیں۔

جب دستاویز خارجی تنقید کے مرحلے سے گذر جاتی ہے تو داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے کہ جو بیانات دیئے گئے ہیں۔ ان کی قدر و قیمت کیا ہے؟ بیانات کس حد تک درست ہیں؟ یہ حصہ متنی تنقید کا ہوتا ہے جس میں مندرجات پر اعتماد یا عدم اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مخطوطات کا مطالعہ کرنے کے لئے محقق کی ان خطوں سے واقفیت ضروری ہے۔ ایک ایک لفظ پڑھنے اور سمجھنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ زبان و بیان کی نزاکتوں کا صحیح ادراک بھی محقق کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

سوانح حیات، اداروں اور تنظیموں کی تاریخ، ذرائع اور اثرات کی تاریخ، ترتیب و تدوین، نظریاتی تاریخ اور کتابیات کی تدوین، دستاویزی تحقیق کی اقسام ہیں۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کی تفصیلات اور ان کے استعمال کے فرق کو جان سکیں۔

۲۔ خارجی اور داخلی تنقید کے ذمہ دارنہ عمل سے آگاہ ہوسکیں۔

۳۔ اپنی تحقیق کے دوران متعلقہ امور سے استفادے کرنے کے قابل ہوسکیں۔

کتب برائے مطالعہ

دستاویزی تحقیق	لازمی کتاب
الف۔ طریق کار	اردو میں اصول تحقیق
ب۔ مآخذ و مصادر کی جمع آوری	جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
ج۔ داخلی و خارجی تنقید	ص (۱۶۱۔۱۹۷)
د۔ اقسام	

اہم نکات

دستاویزی تحقیق میں مآخذ کی جمع آوری، بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کا استعمال، مواد کی فراہمی اور چھان پھٹک، دستاویز کی خارجی و داخلی تنقید بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس تحقیقی عمل میں بہت محنت اور عرق ریزی درکار ہے۔ نیز محقق کو زبان و بیان کی نزاکتوں کا صحیح ادراک اور تنقیدی شعور ہو۔

خود آزمائی:

۱۔ بنیادی مآخذ اور ثانوی مآخذ کے استعمال کے فرق کو مثالوں سے واضح کیجئے؟

۲۔ "دستاویز پر داخلی و خارجی تنقید ایک اہم اور ذمہ دارانہ کام ہے" اپنی رائے دیجئے

۳۔ دستاویزی تحقیق کا مطالعہ آپ کے تحقیقی منصوبے میں کس حد تک معاون ثابت ہوگا؟

+ اصول تحقیق و ترتیب متن' از ڈاکٹر تنویر احمد علوی شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی ۱۹۷۷ء، ص ۱۷

یونٹ نمبر ۷

متن، روایت متن اور تالیف متن

تعارف اور مقاصد:

اس یونٹ میں آپ متن، روایت متن اور تالیف متن کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ ''متن+(Text) کسی ایسی عبارت (تحریر) یا نقوش کو کہتے ہیں جن کی قرات یا معنوی تفہیم ممکن ہو''۔

جس مطبوعہ یا غیر مطبوعہ تحریر کو مرتب کیا جاتا ہے۔ اسے متن کہتے ہیں۔ متن کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحریر ہو۔ ہندو پاکستان میں سینکڑوں لوک کہانیاں اور لوک گیت ایسے ہیں جو کبھی شرمندہ تحریر نہ ہوئے لیکن آج تک انسانی سینوں میں محفوظ ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں مرتب کرنا چاہتا ہے تو ہمارے نقطۂ نظر سے وہ متن نہیں ہوں گے۔ متنی تنقید کے لیے صرف وہ متن ہوگی جو ہم تک تحریر کی شکل میں پہنچتی ہے، یہ تحریر کاغذ پر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ، مختلف دھات کے ٹکڑوں، مٹی یا لکڑی کی بنائی ہوئی لوحوں، بتوں اور پتھروں یا چمڑوں چٹانوں وغیرہ کسی بھی چیز پر ہوسکتی ہے۔ متن نظم بھی ہوسکتا ہے اور نثر بھی۔ متن ہزاروں سال قدیم بھی ہوسکتا ہے اور ہمارے عہد کے کسی مصنف کی تحریر بھی۔ اس کے لیے زمانے اور وقت کی قید نہیں، ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی یا ایک صفحہ کی مختصر سی تحریر، دونوں متن ہوسکتے ہیں۔

قدیم مشرقی اور مغربی زبانوں کا کلاسیکی ادب زیادہ تر مخطوطات کی صورت میں ملتا ہے اور انہی قلمی نسخوں کی مدد سے ان کی ہیت اور حدود تک رسائی ممکن ہے۔ مصادر کے لحاظ سے بھی متن مختلف الحیثیت ہوتے ہیں۔ بعض متنوں کی قلمی یا مطبوعہ صورت میں صرف ایک روایت دستیاب ہوتی ہے اور بعض کے متعدد قلمی نسخے ملتے ہیں اور بعض متنوں کے قلمی نسخے مختلف رسم الخط میں ملتے ہیں۔ معلومہ قلمی نسخوں میں سب سے اہم وہ قلمی نسخے ہوسکتے ہیں جو خود مولف کے قلم کے مرہون منت ہوں اور جن کے بارے میں داخلی و خارجی شہادت موجود ہو کہ یہ صاحبِ تصنیف کا اپنا خطی نسخہ ہے۔ ایسے کسی نسخے میں موجود متن کو 'اساسی متن' قرار دیا جاسکتا ہے۔ دوسرے درجہ
پر ایسے قلمی نسخے آسکتے ہیں جو مصنف کی نظر سے گزر چکے ہوں (شہادت موجود ہو) یا مصنف کی ایماء سے بڑے اہتمام کے ساتھ تیار کیے گئے ہوں یا جن کی تیاری میں مصنف کے کسی عزیز شاگرد، مرید یا دوست کا ہاتھ رہا ہو، ایسے متن کو فرقِ مراتب کے ساتھ ''استنادی متن'' کہا جاسکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے ایسے قلمی نسخوں کے متن کو جنہیں مستند قرار دیا جائے ''استشہادی متن'' کہنا مناسب ہوگا۔

مطبوعہ نسخوں میں بھی قدیم و جدید اور درجہ استناد کے اعتبار سے اہم اور غیر اہم کا فیصلہ انہی اور ایسے ہی باوثوق شواہد کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ جن متنوں کی کتابت شدہ روایات اور پروف کاپیوں کی تصحیح خود مصنف نے کی ہو۔ اسے مطبوعہ روایتوں میں ''اساسی متن'' کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کی چھان بین میں بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کے

ساتھ ان روایتوں (مطبوعہ) کی اہمیت زیادہ ہوگی جو صاحب متن کے قریب تر افراد یا زمانے سے تعلق رکھتی ہوں، ان کو "استنادی متن" قرار دیا جاسکتا ہے۔ دیگر مطبوعہ شکل میں نسبتاً زیادہ معتبر متن کو "استشہادی روایت" کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔

ہر متن ایک مستقل وجود ہے اور اپنی مختلف روایتوں کی شکل میں ایک سے زیادہ ذیلی وجود رکھتا ہے۔ ایسی صورت حال میں متنوں کی صحیح ہیت اور جدید روایت کا تعین ایک نہایت مشکل مگر نتیجہ خیز کام ہے جس کے لیے غیر معمولی سطح پر ذہنی کاوش اور جزئیات کی تلاش کا اہتمام ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بغیر حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔

روایتیں تقریری بھی ہوسکتیں ہیں اور تحریری بھی، دونوں صورتوں میں روایت ودرایت کے اصولوں کے تحت، روایت کی صحت وعدم صحت کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

زبانی تقریر کے مقابلے میں "تحریر" روایت کی اصل صورت کے تحفظ کا بڑا ذریعہ ہے لیکن نقل درنقل روایت کی صورت میں انجانے میں بہت سی تبدیلیاں راہ پا جاتی ہیں۔ کبھی خود مصنف بھی غیر ارادی طور پر کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے جو اس کا مقصد نہیں ہو تا۔ یہی صورت کاتب کے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے، کبھی غلطی خود روایت نگار کرتا ہے اور کبھی وہ کسی دوسری روایت یا نسخے سے ماخوذ ہوتی ہے۔ جس کے باعث یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک ہی قسم کی تبدیلی یا غلطی ایک سے زیادہ روایتوں میں ملتی ہے۔ یہ تبدیلیاں مختلف قسم کی ہیں:۔

ترمیم: نامعلوم اسباب کے تحت ہونے والی تبدیلیاں جن میں سہو نظر اور لغزش قلم بھی شامل ہیں۔

تعبیر :جس میں مبہم الفاظ کی وضاحت کے لیے کسی عبارت کو بڑھایا گیا ہو۔

تنسیخ :جس میں جان بوجھ کر کسی متن یا اجزائے متن کو منسوخ کیا گیا ہو۔

تصحیح :صاحب متن نے خود اپنی خواہش کے مطابق عبارت میں تبدیلی کی ہو۔

تصحیف :صاحب متن کے سوا کسی اور شخص نے متن یا اجزائے متن میں دانستہ یا نادانستہ تبدیلی کی ہو۔

غلط انتساب: کبھی مصنف ارادتاً اپنی تصنیف کو از راہِ عقیدت دوسرے کے نام کر دیتا ہے۔ کبھی مصنفوں یا کتابوں کے ناموں کی مشابہت اور کبھی طرز ادا، خیالات، بحور واوزان کی یکسانی اور کبھی خاص مقصد کے لیے بھی تبدیلی کی جاتی ہے۔

صورتِ حال خواہ کچھ بھی ہو، متنی حقائق کی جستجو کا مقصد متن کی صحیح حدود اور روایتوں کا عین ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ متن میں کس نوعیت کی غلطی کہاں موجود ہے؟ گہری چھان بین، تقابلی مطالعہ اور نظر داری کی ضرورت ہے۔

اگر کسی روایت کے ایک سے زیادہ قلمی یا مطبوعہ ماخذ موجود ہوں اور ان کے زمانے تحریر کا تعین داخلی اور خارجی شہادتوں کی مدد سے ممکن ہو تو Gradation of Text کے اصول پر ان کے درجہ استناد کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

تحقیق کا ایک نہایت اہم دائرہ کار متن کی تحقیقی تدوین یا ترتیب ہے جو کسی روایت یا روایتوں کی محض جمع آوری و

ترتیب دہی کے کام سے مختلف ہے۔ یہ کام اساسی حیثیت رکھتا ہے۔

قدیم متنوں میں قرات متن کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ اہم اور دشوار طلب ہے۔ اس سلسلے میں کسی متن کی تقابلی روائتیں، مختلف ملکوں کے باہمی روابط کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی مشتبہ یا مبہم روایتوں کی تفہیم میں بھی اِن سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ لفظ کی صحیح شکل کا تعین بسا اوقات تقابلی مطالعے کی روشنی میں آسان ہو جاتا ہے۔

متن کی تقابلی روایتوں کے مطالعے سے نہ صرف یہ کہ متن کی قرات، تحقیقی تصحیح اور تعین روایت میں مدد ملتی ہے بلکہ اس کی حدود کا تعین بھی آسان ہو جاتا ہے۔ داخلی اور خارجی شواہد کی روشنی میں یہی مطالعہ متن کی الحاقی یا اضافی روایتوں کی نشان دہی میں معاون ہوتا ہے۔

تالیف متن سے مراد ماخذ کی جستجو اور معیار بندی ہے، جس کے لیے وسائل و مصادر کی طرف رجوع ایک ناگریز صورت ہے۔ اس لیے کسی متن کو تحقیقی طور پر مرتب کرنے کے لیے سب سے پہلا اور ضروری کام ایسے ماخذ کی جستجو اور اسناد کی دریافت ہے جن پر اس متن کی اساس قائم کی جاسکے اور جن کی مدد سے اس سے متعلق دوسرے ضروری مسائل کی تحقیق اور توجیہہ ممکن ہو سکے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں وسائل کی کمی نے محققین کی دشواریوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ وہ اپنے مطلوبہ مواد اور متعلقہ مصادر تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے کتاب خانے بہت کم ہیں جن کی توضیحی فہرستیں چھپ گئی ہوں۔ تاہم اجمالی فہرستوں سے کم و بیش ضروری باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن وضاحتی فہرستوں کی عدم موجودگی میں یہ جاننا دشوار ہوتا ہے کہ کس مخطوطے یا مطبوعہ نسخے کی اہمیت اس موضوع تحقیق سے متعلق کیا ہے یا پھر کیا ہو سکتی ہے۔ اگر کسی نسخے کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہو جائیں تو اس کی طرف رجوع اور اس سے استفادے میں سہولت رہتی ہے۔ موضوع سے متعلق اہم نسخوں کے مقابلے میں غیر اہم نسخوں پر ایک سرسری نظر ڈالنا بھی بعض حالتوں میں مفید ہو سکتا ہے لیکن اسے کلیہ نہیں بنایا جا سکتا۔

دوسروں کی فراہم کردہ معلومات اور اطلاعات بھی مفید ہو سکتی ہیں لیکن کسی تحریر یا متن کا براہ راست مطالعہ کبھی کبھی نہایت اہم اور غیر متوقع نتائج تک پہنچا دیتا ہے۔ بڑے بڑے کتب خانوں کے علاوہ ممکن ہو تو ذاتی ذخیروں سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

کسی موضوع سے متعلق مصادر تک رسائی کے لیے کتب خانوں کی فہرست کے مطالعے کے علاوہ اشاعتی اداروں کی فہرستوں پر بھی ایک نظر ڈالنا مفید ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موضوع پر یہ کتابیں اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔

بعض علمی مقالوں اور تحقیقی کتابوں کے ماخذ اور حواشی پر نظر ڈالنے سے بھی، مطبوعہ ماخذ کی دریافت میں سہولت ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر تحقیق اور ترتیب کے سلسلے کا ضروری اور کبھی کبھی بہت اہم مواد تحقیقی صحیفوں اور علمی جریدوں میں بکھرا ہوا مل جاتا ہے۔

بعض اہل علم حضرات سے مشورہ یا خط وکتابت بھی کبھی کبھی گراں مقدر معلومات یا اہم دریافتوں تک رسائی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

معلومات کے تمام وسائل اور تفہیم کے تمام ممکن ذرائع تک رسائی اور ان کے مطالعے کے بعد اساسی ماخذ ذیلی، ضمنی، اور اضافی ماخذ علیحدہ کر لیے جائیں۔ اساسی ماخذ کا اطلاق ان مصادر پر ہو سکتا ہے جن کا موضوع سے براہ راست تعلق ہو یا جن سے رجوع اور استفادے کے بغیر، اس متن کی تحقیق وترتیب ممکن نہ ہو۔ اگر کسی متن کے متعدد نسخے موجود ہوں تو ان سے حسب ضرورت استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن صرف اہم اور قدیم نسخے ہی متن کی اساس بنائے جا سکتے ہیں۔

ترتیب متن کا کام سائنسی نہ ہوتے ہوئے بھی ایک سائنسی طریق کار کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کے لیے ذہنی تربیت کی ضرورت ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ تحقیق تدوین یا ترتیب کے عمل میں متن اور روایت متن کے مفاہیم اور اہمیت آگاہ ہو سکیں۔
۲۔ تالیف متن کے سلسلے میں اہم اقدامات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
۳۔ عملی تحقیق میں ان امور سے استفادہ کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

(۱) متن اور روایت متن	لازمی کتب
الف۔ متن کیا ہے	اردو میں اصول تحقیق جلد اول،
ب۔ روایت متن کا تعین	مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،
ج۔ اساسی متن	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
د۔ استنادی متن	ص(۳۴۹۔۳۶۲)
ھ۔ استشہادی متن	ص(۳۰۵۔۳۳۰)
	ص(۲۸۳۔۳۰۴)

اہم نکات

ایسے موجود متن کو جو صاحب تصنیف کا اپنا خطی نسخہ ہو، اساسی متن قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایسے نسخے جو یا تو مصنف کی نظر سے گذر چکے ہوں یا کسی عزیز یا دوست یا شاگرد کی نگرانی میں تیار ہوئے ہوں، ایسے متن کو استنادی متن اور دوسرے ایسے قلمی نسخوں کو جنہیں مستند قرار دیا جائے وہ استشہادی متن کہلاتے ہیں۔

خود آزمائی

۱۔ روایت متن کے تعین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

۲۔ ایک ہی مخطوطے کے کئی قلمی نسخے ہوں تو روایت کا تعین کیسے کیا جائے گا؟

۳۔ روایت کے تعین سے تحقیق تدوین میں کیا مدد ملتی ہے؟

(۲) تالیف متن — لازمی کتاب

الف۔ ماخذ کی جستجو اور اسناد کی دریافت	اردو میں اصول تحقیق، جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد	
ب۔ مصادر اور وسائل کی طرف رجوع	ص (۳۳۱۔۳۴۸)	
	ص (۳۰۵۔۳۳۰)	

اہم نکات:

کسی متن کو تحقیقی طور پر مرتب کرنے کے لیے سب سے پہلا اور ضروری کام ایسے ماخذ کی جستجو اور اسناد کی دریافت ہے، جن پر اس متن کی اساس قائم کی جا سکے اور جن کی مدد سے اس سے متعلق دوسرے اضافی مسائل کی تحقیق اور توجیہہ ممکن ہو۔

خود آزمائی:

۱۔ مصادر اور اسناد کی تلاش اور دریافت کیوں ضروری ہے؟

۲۔ مصادر اور ماخذ کی تلاش میں محقق کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے؟

یونٹ نمبر۸

تحقیق اور تنقید متن

یونٹ نمبر ۹   تعارف اور مقاصد:

اس یونٹ میں آپ تحقیق متن اور تنقید متن کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔ کسی مخطوطے کی تصحیح و ترتیب بہت اہم لیکن حقیقتاً نہایت وقت طلب اور دشوار عمل ہے۔ کسی مخطوطے کو مرتب کرنے کا مقصد محض ایک کتاب کو گمنامی سے نکال کر شائع کر دینا نہیں، بلکہ مصنف کے اصل افکار، انداز تحریر اور زبان تک پہنچنا اور ایک صحیح نسخہ تیار کرنا ہے۔ متن کی تصحیح کے لیے ذہن کی باقاعدہ اور ماہرانہ مشق درکار ہے۔

نسخے یا مخطوطے عموماً تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا یا مصنف کی فرمائش سے لکھا ہوا اور مصنف کا تصحیح کیا ہوا نسخہ۔

۲۔ مصنف کے زمانے کے بعد کے نسخے جو مصنف کے نسخے سے نقل کیے گئے ہوں۔

۳۔ ان نقلوں کی نقلیں

تحقیق و تصحیح کا زیادہ کام دراصل اسی آخری شق کے نسخوں کے سلسلے میں ہے۔ کیوں کہ نقل در نقل شدہ نسخوں میں غلطیوں کے راہ پانے کے امکانات ہوتے ہیں لیکن خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ بھی غلطیوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ لکھنے میں الفاظ چھوٹ جاتے ہیں، مکرّر لکھے جاتے ہیں اور کبھی کبھی غلط بھی تحریر ہو جاتے ہیں، مگر غلطیوں کے باوجود مصنف کے خود نوشت نسخے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اس کی موجودگی سے کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی کی صورت میں اس سے قریب ترین نسخہ کو معتبر مانا جاتا ہے۔ بعض اوقات کسی کتاب کا صرف ایک ہی نسخہ موجود یا معلوم ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کی تصحیح و ترتیب کا کام نسبتاً مشکل ہو جاتا ہے۔

تحقیق و تصحیح متن کے لیے ضروری ہے کہ محقق طرز املا و تاریخ خط سے واقف ہو، اس کے بغیر وہ نسخوں کی قدامت کا تعین نہیں کر سکتا۔ طرز خط سے پورے طور پر واقف ہونے کے لیے خطاطوں کے تذکروں سے استفادہ ضروری ہے۔ قلمی نسخے کی قدر و قیمت کے تعین میں بھی خطاطوں کے تذکروں سے مدد مل سکتی ہے۔ طرز خط اور طریق املا سے واقفیت کے ساتھ ساتھ کاغذ اور روشنائی کی پہچان بھی محقق کے لیے ضروری ہے۔ محقق متن کو عہد بہ عہد کی زبان سے واقف ہونا چاہیے تا کہ مصنف کے دور کے تعین میں آسانی ہو۔ شعری مخطوطے کی تحقیق و تصحیح کے لیے محقق کا فن شاعری اور عروض سے پورے طور پر واقف ہونا بھی ضروری ہے، اس کے بغیر وہ قدیم متون کی تصحیح خاطر خواہ نہیں کر سکتا۔

تنقید متن اپنی نوعیت اور مقصد کے اعتبار سے ادبی تنقید سے مختلف ہے۔ تصحیح متن میں متن سے متعلق خارجی اور داخلی حقائق سے گفتگو کی جاتی ہے اور متن کی تحقیقی اہمیت اور ترتیب متن کے نقطہ نظر سے اس کی افادیت پر کوئی فیصلہ دیا جاتا ہے۔ تنقید

متن کے لیے معروضی اور موضوعی دونوں طرح کا مطالعہ ضروری ہے۔معروضی مطالعہ،متنی معارض اور متنی مواقف کے تحت ہو سکتا ہے۔متنی معارض سے مراد کسی نسخے کی ہیئت،اس کی تقطیع،مسطر،تعداد اوراق یا صفحات خالی ورق یا صفحے(اگر ہوں)،کاغذ،قلم، روشنائی،رسم کتابت،تزئین،مہریں اور دستخط جیسے امور موضوع بحث ہوتے ہیں۔نو دریافت متن کی صورت میں،اس کی دریافت اوراس سے متعلق ضروری باتیں بھی اس ضمن میں آسکتی ہے۔

متنی مواقف میں نسخے کے مشتملات اور شعری متون کی صورت میں مختلف اصنافِ سخن کا ذکر،اصلاحات،قلم زد سطور یا منسوخ اشعار نیز زمانہ تالیف،تاریخ کتابت،تکملہ،خاتمہ،تتمہ،ترقیمہ،تعلیقات وغیرہ میں سے جو اس متن میں شامل ہوں ان پر مناسب بحث کی جاتی ہے۔

موضوعی مطالعے میں متنی معارف،متنی مصادر اور متنی محاس شامل ہیں۔متنی معارف میں متنی مصادر میں کتب ورسائل اور وسیلہ ہائے معلومات کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔متنی محاسن میں اسلوب نگارش پر خالص علمی اور لسانی نقطہ نظر سے گفتگو کی جاتی ہے،اس میں اساسی مسئلہ لسانی مطالعے سے بڑی مدد ملتی ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے سے آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ تحقیق وترتیب متن کے ان امور سے آگاہی حاصل کر سکیں جو اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔

۲۔ متنی تنقید کے طریقہ کار میں واقفیت حاصل کر سکیں۔

	عنوان برائے مطالعہ			لازمی کتب
(۱)	تحقیق متن	:	۱۔	اردو میں اصول تحقیق،جلد اوّل،
		:		مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،
		:		مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد
		:		ص(۳۰۵۔۳۳۲)
		:		ص(۲۸۴۔۳۰۴)
(۲)	تنقید متن	:	۱۔	اردو میں اصول تحقیق جلد اوّل،
				مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،

: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

: ص (۳۴۹۔۳۶۲)

۲۔ اردو میں اصول تحقیق جلد دوم،

: مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،

مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

مقالہ ڈاکٹر محمد حسن

ص (۱۲۵۔۱۳۶)

اہم نکات:

کسی مخطوطے کے مرتب کرنے کا مقصد محض ایک کتاب کو گمنامی سے نکال کر شائع کر دینا نہیں بلکہ مصنف کے اصل افکار، انداز تحریر اور زبان تک یا اس کے قریب پہنچنا ہے۔ تحقیق و تصحیح متن کے لیے محقق کو طرز املاء تاریخ خط اور طرز خط سے پوری واقفیت ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ عہد بہ عہد کی زبان سے واقفیت، مصنف کے دور کے تعین میں مدد و معاون ہوتی ہے۔

تنقید متن اپنی نوعیت اور مقصد کے اعتبار سے ادبی تنقید سے مختلف ہے۔ متن میں متن سے متعلق خارجی اور داخلی حقائق سے گفتگو کی جاتی ہے۔ تحقیقی اہمیت اور ترتیب متن کے نقطہ نظر سے اس کی افادیت پر کوئی فیصلہ دیا جاتا ہے۔

خود آزمائی:

۱۔ کسی مخطوطے کو مرتب کرنے کے لیے محقق کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

۲۔ تنقید متن کے مختلف مدارج کی نشان دہی کیجیے۔

۳۔ کسی مرتب شدہ متن کا مطالعہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں تحقیق و ترتیب متن کے ان امور کو مدنظر رکھا گیا جن کا مطالعہ آپ نے اس یونٹ میں کیا ہے؟

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تصحیح متن کے سلسلے میں نسخوں کا حصول اور نسخوں کے مراتب اور ان کی تصحیح کے طریقے، حوالہ اور صحت متن کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

متن کی تحقیق و تصحیح میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ محقق تمام موجودہ نسخوں کا جو مختلف کتب خانوں میں ہیں، پتا لگاتا ہے اور پھر ان کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں کتب خانوں کے مطبوعہ کیٹلاگوں سے خصوصاً مدد مل سکتی ہے۔ مختلف نسخوں کا پتہ لگانے کے لئے کیٹلاگوں سے ان کے متعلق تھوڑی بہت معلومات بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ محقق کا ہر نسخے تک پہنچنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، ایسی صورت میں ان کی مائکروفلم یا روٹوگراف وغیرہ حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

تمام ممکن الحصول نسخوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ یا موازنہ کر کے محقق چند قابل اعتماد نسخوں کا انتخاب کرتا ہے۔ تا کہ ایک صحیح متن تیار کیا جاسکے۔ ہر نسخے کی اپنی خصوصیت ہوتی ہے۔ گہرے اور مسلسل مطالعے سے ان خصوصیات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان خصوصیات کو معلوم کرنا اور انہیں سمجھنا تحقیق و تصحیح متن کا ایک لازمی جزو ہے۔

تمام حاصل شدہ نسخوں کا مطالعہ و مقابلہ کر لینے کے بعد ایک نیا اور صحیح نسخہ مرتب ہوتا ہے۔ روایتوں کا اختلاف حاشیہ میں درج کیا جاتا ہے۔ دو یا دو سے زائد نسخوں کی صورت میں کسی ایک کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اگر مصنف کا خودنوشتہ نسخہ ہو تو اسی کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ دوسرے نسخوں سے بنیادی نسخے کا مقابلہ اور اس کی غلطیوں کی تصحیح کی جاتی ہے لیکن کسی ایک مخطوطے کو خواہ وہ کتنا ہی قدیم اور قابل اعتماد کیوں نہ ہو، پورے طور پر بنیاد بنالینا اور اس کے تمام مندرجات کو صحیح تسلیم کر لینا خطرے سے خالی نہیں۔ اگر کچھ نہیں تو سہو قلم کا امکان تو بہر حال ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مختلف مستند مخطوطات میں سے وہ متن قبول کیا جائے جو زبان اور اسلوب بیان کے اعتبار سے مصنف یا شاعر کے عہد سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو۔

قدیم متنوں میں رسم خط کی خرابیوں اور املائی دقتوں کی وجہ سے لفظی تحریفات و تصرفات ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے بڑھ کر ایک کا کلام دوسرے کے کلام میں شامل کر لینا ہے۔ محقق کو ان خصوصیتوں پر غور کرنا اور انہیں سمجھنا ہوتا ہے۔

کسی متن کی ترتیب و تدوین کا سب سے اہم مرحلہ جو دقت نظر اور انضباط فکر و خیال کا تقاضا کرتا ہے، تصحیح متن ہے۔ متن کی تصحیح کا کام استادانہ اصلاح کی ذمہ داری سے بالکل الگ نوعیت کا ایک فریضہ ہے۔ یہاں خوب سے خوب تر کی جستجو میں کسی ذاتی یا مروجہ معیار کے مطابق کسی متن کو یا متن کی کسی روایت کو بدلا نہیں جاتا۔ بلکہ بدلے ہوئے متن یا غلط طور پر دائرۂ تحریر میں آجانے والی کسی روایت کو، اس کی اصلی صورت کی بازیافت کے ذریعے، صحیح شکل میں پیش کرنے یا ممکنہ حدود میں رہتے ہوئے، صحت روایت سے قریب تر لانے کی سعی کی جاتی ہے محقق امکانی سطح پر تحقیق و تفحص کی راہ سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی قلمی نسخے کے

متن کی تصحیح تین طریقوں سے عمل میں لائی جاتی ہے۔ وہ تین طریقے یہ ہیں۔ تصحیح انتقادی، تصحیح التقاطی اور تصحیح قیاسی۔
تصحیح انتقادی میں عملی طریقے پر حد امکان تک متن کو اصلی و حقیقی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاریخ کتابت کے لحاظ سے قدیم ترین نسخے کو نسخہ اساسی یعنی بنیادی نسخہ قرار دیا جاتا ہے اور اس کے متن کو بغیر تغیر و تبدل کے نقل کیا جاتا ہے۔

تصحیح التقاطی:

یہ طریقہ اس حالت میں اختیار کیا جاتا ہے جہاں کسی کتاب کا قدیمی نسخہ نہ دستیاب ہو یا جو نسخہ موجود ہو وہ اہل فن کی اصطلاح میں مضبوط نہ ہو، اس صورت میں تصحیح کنندہ کو جو نسخہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اس کا انتخاب کرتا ہے اور یہ تشخیص کرتا ہے کہ کون سا نسخہ قابل اعتبار ہے۔

تصحیح قیاسی:

کتابت کی اغلاط، کاتب کا سہو قلم یا نسخہ خطی کے دیگر اشتباہات اور اس وجہ سے بھی کہ کسی کتاب کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ موجود ہوتا ہے۔ اس صورت میں محقق کو مجبوراً اپنے قیاس سے متن میں تغیر اور اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ (لیکن ان مقامات کی نشان دہی بھی ضروری ہے جہاں جہاں قیاس سے کام لیا جائے)۔
اس کے علاوہ متن کے ضمن میں اختلافات نسخ، متنوں کی قرائتیں، رسم الخط کی دشواریاں وغیرہ جیسے بہت سے مسائل اور مباحث ہیں جن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔
تحقیق کی ایک مشکل یہ ہے کہ اس میں معتبر اور مستند حوالوں کے بغیر کچھ بھی قابل قبول نہیں۔ اول تو بنیادی مآخذ کے حوالے دیے جاتے ہیں وگرنہ جہاں تک ممکن ہو ہر مآخذ کو امکانی حد تک دیکھ بھال لیا جاتا ہے اور اگر کتاب کے کئی نسخے ہیں، مطبوعہ یا غیر مطبوعہ، تو ان میں سے جتنے نسخے مل سکتے ہوں ان کو بھی ضرور دیکھ لیا جاتا ہے۔ اس احتیاط کے بغیر، کبھی بعض صورتوں میں اور کبھی اکثر صورتوں میں غلط فہمی اور غلط آفرینی کے امکانات کارفرما رہتے ہیں۔
حوالہ دینے میں بہت احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ عام طور پر جس طرح مطبوعہ تذکروں کی عبارتوں سے حوالے نقل کر دیے جاتے ہیں یا اختلاف متن کے ذیل میں اشعار کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ تقاضائے احتیاط کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان میں تصحیح یا تحریف کا احتمال ہوتا ہے۔ متن کی بہت سی تبدیلیاں کتاب کے بار بار چھپنے کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں۔ یہ طے کرنا مشکل ہے کہ ایسی

تبدیلیاں محض اغلاط کتابت ہیں یا کسی کی تصحیح ہے۔ تبدیلیاں بہر حال ہیں۔ اکثر کتابوں کی اولین اشاعتیں نہیں ملتیں، اس لیے مجبوری کی حالت میں دستیاب ایڈیشنوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔

نقل اشعار میں بہت احتیاط لازم ہے اور یہ کہ اگر کہیں اختلاف ہے تو اس کا علم ہونا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو تاریخ ادب اردو اور انتخابات کے مجموعوں کے اشعار نقل نہیں کرنا چاہئے بلکہ اصل مجموعوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ حوالے دیتے وقت اس بات کا خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ حوالے قابل قبول ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو مختلف نسخوں اور مختلف مآخذ سے مقابلہ کر لیا جاتا ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:۔

۱۔ تحقیق اور تصحیح متن کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
۲۔ تدوین میں تصحیح کے طریقوں، صحت متن کے سلسلے میں حوالوں کے استعمال سے آشنا ہو سکیں۔
۳۔ عملی تحقیق میں ان امور کا اطلاق کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
۱۔ تحقیق و تصحیح متن	۱۔ مقالہ ''متن کی تصحیح'' از ڈاکٹر خلیق انجم (متنی تنقید
الف۔ نسخوں کا حصول	الجمعیۃ پریس دہلی، ۱۹۶۷ء) ص (۴۶۔۱۰۰)
ب۔ نسخوں کے مراتب	۲۔ متن کی تحقیق و ترتیب از ڈاکٹر تنویر احمد علوی،
ج۔ الحاقی کلام	ص (۲۹۔۳۳)
	(اصول تحقیق و ترتیب متن، شعبہ اردو، دہلی
	یونیورسٹی، دہلی)

اہم نکات

متن کی تحقیق و تصحیح کے لیے تمام ممکن الحصول نسخوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ یا موازنہ کر کے چند قابل اعتماد نسخوں کا انتخاب کیا جاتا ہے تا کہ ایک صحیح متن تیار کیا جاسکے۔ حوالوں کے استعمال میں حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

خود آزمائی

۱۔ کسی نسخے کو بنیادی نسخہ منتخب کیا جاسکتا ہے اور کیوں؟

۲۔ الحاقی کلام کی نشان دہی کیوں کر ہوگی؟

عنوان برائے مطالعہ

(۲)

الف۔ تصحیح متن کے طریقے

ب۔ حوالہ اور صحت متن

لازمی کتب و مقالے

۱۔ اردو میں اصول تحقیق
جلد اول، مرتبہ
ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ قومی زبان،
اسلام آباد
ص (۳۰۵۔۳۳۰)

۲۔ اردو میں اصول تحقیق
جلد دوم، مرتبہ
ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ قومی زبان،
اسلام آباد
(مقالہ رشید حسن خان)
ص (۱۴۵۔۱۷۲)

مقالے:

۱۔ تصحیح کے طریقے،

پروفیسر سید حسن

۲۔ قیاسی تصحیح،

ڈاکٹر نیر مسعود

۳۔ منشائے مصنف کا تعین

رشید حسن خان

اہم نکات

متن کی ترتیب و تدوین ایک با مقصد سائنسی اور منضبط فکر کا عمل اس کی پیش کش ہے۔ کسی روایت کو اس کی اصلی صورت کی بازیافت کے ذریعے صحیح شکل میں پیش کرنے یا ممکنہ حدود میں رہتے ہوئے صحت روایت سے قریب تر لانے کی کوشش ہے۔ تحقیق کی ایک مشکل یہ ہے کہ اس میں معتبر اور مستند حوالوں کے بغیر کچھ بھی قابل قبول نہیں۔

خود آزمائی

۱۔ مطلوبہ مواد کے مطالعے کے بعد تصحیح متن کے سلسلے میں اہم امور کی نشان دہی کیجئے؟

۲۔ کسی ایسے متن کی نشان دہی کیجئے جس میں تصحیح کے کسی ایک طریقے کو استعمال کیا گیا ہو؟

یونٹ نمبر ۱۰

حواشی، تعلیقات اور مآخذ

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحشیہ وتعلیقات متن اور مآخذ کی فہرست کی ترتیب کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

صحیح متن پیش کرنا ایک اہم اور مفید علمی خدمت ہے لیکن اس کی اہمیت وافادیت، حواشی اور تعلیقات کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہے۔ یہ عمل ترتیب متن کا ایک نہایت اہم اور لازمی جزو ہوتا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ متن کے مختلف مآخذ اور اختلافی قراتوں کی نشان دہی ہوتی ہے بلکہ متن کے تعلیقات اور معلوم حقائق کی روشنی میں توضیحی روایتوں اور تصدیقی براہین کو بھی تقابلی مطالعے کے ساتھ حسب ضرورت اس میں شامل کیا جاتا ہے۔ ایسے حوالہ جات یا تحقیقی وتنقیدی حواشی کے بغیر متن کی تصحیح وترتیب کا کام درجہ استناد سے محروم رہتا ہے۔

حاشیہ نگاری بیشتر حالتوں میں ایک مرتب متن کے لئے متن کی اساسی ڈھانچے سے باہر کا ایک عمل ہے۔ لیکن کبھی متن کی روایتی ترتیب اور تدوینی سلسلے کی مختلف کڑیوں کو جوڑنے اور معنوی ارتباط کے لحاظ سے متنی اجزاء کو ایک متوازن ومربوط شکل دینے کی غرض سے ایک مخصوص انداز اور محدود پیمانے پر حاشیہ کاری یا علامات قراءت کے اضافے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔

حاشیہ نگاری کا عمل مختلف جہتیں اور سطحیں رکھتا ہے۔ جن کا انحصار بہت کچھ متن کی اپنی انفرادی خصوصیات، اس کے مآخذ کے درجہ استناد، روایتوں کے مختلف دائروں میں اضافی معلومات کے سلسلوں اور اسناد و براہین کی دستیابی پر ہوتا ہے۔

تحقیق میں حواشی وتعلیقات نگاری کی طرف توجہ دینا لازم ہے، مگر کتاب کو غیر ضروری حواشی وتعلیقات سے بوجھل نہ بنایا جائے۔

حواشی وتعلیقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

(۱) الف۔ اختلافات نسخ اور وہ باتیں جن کا مقصد متن کی صحت اور تعین ہے مثلاً تلفظ تذکیر و تانیث وغیرہ کا اختلاف۔

ب۔ مصنف کی لکھی ہوئی مختصر تعلیقات جو بہت کم ہوتی ہیں۔

(۲) الف۔ جملوں اور عبارتوں کی تشریح، شخصیتوں کا تذکرہ، مقامات کا تعین اور غیر معروف تلمیحات کا پس منظر وغیرہ۔

ب۔ مصنف کی لکھی ہوئی طویل تعلیقات

ج۔ غیر معروف اور متروک الفاظ کے معنی

پہلی قسم کے حواشی متن کے ساتھ، یعنی اسی صفحہ پر نیچے دیے جائیں تو بہتر ہے۔ فصل قائم کرنے کے لئے متن اور حواشی

کے بیچ میں ایک لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ان حواشی کو کتاب کے آخر میں بھی مسلسل نمبروں کے ساتھ دیا جاتا ہے۔اس طریقے پر عمل کرنے سے طباعت میں سہولت ہوتی ہے۔بعض اوقات حوالے ہر باب کے آخر میں درج کردیے جاتے ہیں لیکن پہلے طریقے سے مطالعے میں آسانی ہوتی ہے اس لئے عموماً پہلے طریقے کو ترجیح دی جاتی ہے۔دوسری قسم کے حواشی یعنی تعلیقات وتشریحات کو متن کے خاتمے پر رکھنا بہتر ہے تاکہ قاری کی توجہ متن سے ہٹنے نہ پائے۔بعض محققین ان کو بھی متن ہی کے صفحے پر رکھتے ہیں تاہم اس طریقے کو خوشگوار نہیں کہا جاسکتا۔

تعلیقات یا تشریحات لکھتے وقت اختصار اور جامعیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔متروک وغیر معروف الفاظ کے معنی ،فرہنگ کے عنوان کے تحت ،تعلیقات سے الگ درج کیے جاسکتے ہیں۔کسی متن کے سلسلے میں مختلف علوم وفنون کی اصطلاحوں کی فہرست بہت طویل بھی ہوسکتی ہے۔بعض اہل ترتیب نے ایسے اجزائے متن کے معنی درج کرنے اور باقاعدہ ان کی فرہنگ تیار کرنے کو ضروری نہیں سمجھا بلکہ ایسے اجزاء کی اشاریاتی فہرست کو اضافات وحواشی کے ساتھ شامل کردیا۔طول عمل سے بچنے کے لئے یہ ایک مناسب طریقہ کار ہوسکتا ہے،لیکن بعض اجزاء تشریح طلب ہوتے ہیں ان کے معنی بیان کئے بغیر چھوڑ دینا متن کے قاری کی دشواریوں سے صرف نظر کرنا ہے۔الفاظ واصطلاحات کے علاوہ بعض رسوم ،بعض کھانوں کے نام اور بعض ملبوسات وغیرہ کی وضاحت بھی ضروری ہے۔اس کے علاوہ ایسے لفظوں کی تفصیلی فہرست بھی دی جاسکتی ہے جن کو قدیم ،متروک یا اجنبی قرار دیا جائے یا جو ترکیبیں یا جن کی ترکیب سازی کا عمل عام روش سے ہٹ کر ہو۔اس نوع کے مطالعے میں لسانی سطح پر زیادہ تحقیقی یا تنقیدی انداز بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔لسانی مطالعہ متن مقدمہ کا حصہ بھی بن سکتا ہے۔متن مقدمہ اور حواشی میں جن کتابوں کے نام آتے ہیں ان کی فہرست ایک ساتھ بھی دی جاسکتی ہے لیکن الگ الگ درج کرنے میں زیادہ سہولت رہتی ہے۔

ماٰخذ میں وہ کتابیں ،رسالے اور تحریریں شامل کی جاتی ہیں جن کا تعلق متن کی اساسیات سے ہے،یعنی متن کے مختلف مخطوطے یا مطبوعہ نسخے جو اس کی تیاری،صحت اور تکمیل میں اساسی اہمیت رکھتے ہیں۔مصادر میں ان ماٰخذ کو شامل کیا جاتا ہے جن سے مقدمہ وحواشی کی ترتیب میں مدد لی گئی ہو۔مراجع میں ایسی کتب ماٰخذ کا ذکر آسکتا ہے،جن سے توسیعی اور تفصیلی معلومات کی فراہمی میں مزید مدد ل سکتی ہو۔سب سے پہلے قلمی ماٰخذ پھر قدیم مطبوعات اور آخر میں بیاضیں ،رسائل وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ان سب کی فہرستیں علیحدہ علیحدہ تیار کی جاتی ہیں۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے سے آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ ترتیب متن میں حواشی اور تعلیقات نگاری کی ضرورت سے آگاہ ہو سکیں۔

۲۔ تحقیق متن میں لفظیات شماری اور لسانی مطالعے کی اہمیت سے واقف ہو سکیں۔

۳۔ عملی تحقیق میں ان امور کو برتنے کے قابل ہو سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ		لازمی مقالات برائے مطالعہ
حواشی، تعلیقات اور مآخذ	۱۔	مقالہ: تحشیہ متن از ڈاکٹر تنویر احمد علوی ص (۳۴۳۔۲۸۵)
الف۔ حواشی		
ب۔ تعلیقات متن	۲۔	مقالہ: تعلیقات متن از ڈاکٹر تنویر احمد علوی ص (۳۹۵۔۳۴۴)
ج۔ مآخذ		
	۳۔	مآخذ کی نشان دہی از ڈاکٹر خلیق انجم ص (۱۴۵۔۱۴۱)

اہم نکات

حواشی اور تعلیقات ترتیب متن کا نہایت اہم اور لازمی جزو ہے۔ حوالہ جات یا تحقیقی و تنقیدی حواشی کے بغیر متن کی تصحیح و ترتیب کا کام درجہ استناد سے محروم رہتا ہے۔ ہر صفحے پر متن کے نیچے حواشی درج کرنا بہتر اور سہل ہے۔ تعلیقات اور تشریحات مختصر اور جامع ہوں، الفاظ و اصطلاحات کی فرہنگ اور لسانی مطالعہ بھی ترتیب متن کا اہم جزو ہے۔

خودآزمائی:

۱۔ حاشیہ نگاری میں کن کن امور پر توجہ دینی چاہیئے؟

۲۔ ترتیب متن میں تحشیہ متن کے بعد تعلیقات متن کی ضرورت کیوں درپیش ہوتی ہے؟

۳۔ تحقیق و ترتیب متن میں لسانی مطالعہ کی اہمیت بتائیے؟

اہم نکات

تحقیق کا پہلا اور اہم قدم موضوع کا انتخاب ہے۔ طالب علم محقق کو اپنے تحقیقی مقالے کے موضوع کا انتخاب خود کرنا چاہیئے ، موضوع ایسا ہو جس میں دلچسپی ہو اور علمی سطح کے مطابق ہو۔ موضوع کی اہمیت ، افادیت ، جدت اور مواد کی فراہمی کے امکانات وغیرہ سے متعلق اپنے رہنما سے ضروری مشورہ لازمی ہے۔ موضوع نیا ہو۔ اس کے لئے مواد کی فراہمی کے امکانات کا جائزہ ضروری ہے۔ تحقیق میں فرضیے نتائج اخذ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ موضوع کے انتخاب کے بعد تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کیا جاتا ہے اور جس کے آخر میں آخذ کی عارضی فہرست بھی شامل ہوتی ہے۔

خودآزمائی:

۱۔ موضوع کے انتخاب میں کن امور پر غور کیا جانا ضروری ہے؟

۲۔ تحقیق میں فرضیات کی اہمیت کیوں ہے؟

۳۔ تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کرنے میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیئے؟

یونٹ نمبر ۱۱

تحقیقی عمل کے مراحل (۱)

(موضوع کا انتخاب، خاکہ اور مفروضات)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیقی مقالے کے موضوع کا انتخاب، خاکہ، مفروضات اور ان کی نوعیت کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

تحقیق کا پہلا اور نہایت اہم قدم موضوع کا انتخاب ہے۔ اس سلسلے میں ماہرین تحقیق کی رائے ہے کہ موضوع کا انتخاب خود محقق طالب علم کرے تو بہتر ہے، موضوع ایسا ہو جس سے اسے پہلے سے دلچسپی ہو اور وہ اس کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو۔ بعض اوقات محقق طالب علم موضوع کا انتخاب خود نہیں کرتے بلکہ اپنے رہنما یا کسی اور فاضل شخص سے کراتے ہیں۔ چونکہ موضوع کے انتخاب میں ان کی ذاتی دلچسپی کو دخل نہیں ہوتا اس لئے وہ کچھ دور چل کر بھٹک جاتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچ نہیں پاتے یا گرتے پڑتے پہنچتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی رہنما یا دوسرا فاضل شخص موضوع کا انتخاب اپنے نقطہ نظر کے علاوہ اپنی سطح علمی سے کرتا ہے۔ اگر اتفاق سے دونوں باتیں یکجا ہو جائیں یعنی موضوع محقق طالب علم کی دلچسپی کا نہ ہو اور اس کی سطح علمی سے اونچا بھی ہو تو اس کی مشکلیں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ بعض اوقات وہ مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ حب موضوع کا انتخاب اپنی دلچسپی اور اپنی عملی سطح کے مطابق ہوگا تو کام کی رفتار بھی حسب خواہش ہوگی اور نتیجہ بھی خوش گوار ہوگا۔ جہاں تک ممکن ہو موضوع کا انتخاب محقق خود کرے تاکہ وہ اس کی دلچسپی کا بھی ہو اور اس کی صلاحیت کے مطابق بھی ہو۔ البتہ وہ اپنے موضوع کی اہمیت، افادیت، جدت، مواد کی فراہمی کے امکانات وغیرہ سے متعلق اپنے رہنما سے مشورہ ضرور کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہئے۔

موضوع کے انتخاب سے پہلے چند باتوں پر غور کرنا ضروری ہے:۔

۱۔ کیا موضوع اس لائق ہے کہ اس پر تحقیق کی جائے؟ کیونکہ تحقیق کا مقصد کوئی نئی حقیقت پیش کرنا یا نئی بات کہنا ہے۔

۲۔ کیا اس موضوع پر تحقیق مکمل ہو سکتی ہے؟ اس موضوع پر مواد ملنے کے امکانات ہیں یا نہیں؟

۳۔ کیا طالب علم اس موضوع پر تحقیق کر سکتا ہے؟ کیونکہ موضوع زیر تحقیق کے لئے متعلقہ زبان یا زبانوں کا علم اور بعض مضامین کی صورت میں اخراجات وغیرہ کے نقطہء نگاہ سے غور کرنا ہوتا ہے اور اپنے طبعی رجحان اور صلاحیت وغیرہ کا جائزہ بھی لینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس امر کا خیال رہے کہ موضوع نیا اور اہم ہو۔ تحقیق شدہ موضوع پر کام کرنے سے نہ علم میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ محقق کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ صرف ایسے موضوع کا انتخاب کیا جائے جس پر اب تک کچھ نہ لکھا گیا ہو، یا بہت کم لکھا گیا ہو۔ کوئی کتاب یا مقالہ حرف آخر نہیں ہو سکتا۔ موضوع میں نئے نئے زاویے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایسے موضوع کا بھی انتخاب کیا جا سکتا ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، البتہ

اس موضوع کے نئے پہلو کو پیش کیا جاسکتا ہے، نئے زاویہ نگاہ سے تحقیق کی جاسکتی ہے۔اس طرح پرانے موضوع میں بھی جدت پیدا کی جاسکتی ہے۔

۴۔ کیا اس موضوع پر پہلے کام ہو چکا ہے اور اب نئے سرے سے کام کی گنجائش باقی ہے؟

تحقیق کا مقصد علم وفن کو ترقی دینا ہے۔تحقیق،علم میں بے شمار چھوٹے چھوٹے اضافے کر کے انسانی بہبود میں حصہ لیتی ہیں۔محقق میں چیونٹی کی بعض خصوصیات ہوتی ہیں جو اپنے ڈھیر پر ایک دانہ کا اضافہ کرتی ہے(۱)

جس موضوع پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہو اور آسانی سے مواد مل سکتا ہو اس کے انتخاب سے بچنا چاہئے۔کیونکہ مواد کی کثرت ہوگی تو اس کا ترتیب دینا اور نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر یہ ہو بھی جائے تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس میں جدت پیدا کرنا مشکل مرحلہ ہے۔ایسے موضوع سے بھی بچنا چاہئے جس کے لئے مواد کی فراہمی کے امکانات کم ہوں۔اس کے علاوہ موضوع بہت وسیع و بسیط نہ ہو۔وسیع موضوع کی صورت میں اس کا ایک جزو تحقیق کے لئے منتخب کرنا بہتر ہوگا۔بہت محدود موضوع کا انتخاب بھی مناسب نہیں۔

شروع میں محقق زیر تحقیق مسئلے کے حل کے لئے ایک رائے یا چند آراء قائم کرتا ہے۔ان میں سے ہر ایک کو فرضیے کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہ ایک معقول اندازہ ہوتا ہے جس کی بنیاد اس شہادت پر ہوتی ہے جو اندازہ لگانے کے وقت موجود ہوتی ہے۔محقق دوران تحقیق کئی فرضیات بنا سکتا ہے۔یہاں تک کہ وہ آخر میں ایک ایسا فرضیہ پالیتا ہے۔جو زیر تحقیق صورت حال سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔اس طرح فرضیہ(Hypothesis)اس مطالعے سے ماخوذ سب سے بڑا نتیجہ بن جاتا ہے اور اگر کوئی محقق زبان کی تعلیم پر تحقیق کرنا چاہتا ہے اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ انگریزی زبان کے سیکھنے میں کون سے محرکات اور عوامل کام کرتے ہیں تو وہ شروع میں کئی فرضیات قائم کر سکتا ہے مثلاً

۱۔ زبان سیکھنے کے محرکات اقتصادی اور معاشی ہیں۔

۲۔ جذبہ افتخار کے تحت زبان سیکھتے ہیں۔

۳۔ احساس برتری کے اظہار کے لئے یہ زبان سیکھتے ہیں۔

فرضیہ تحقیق کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور تحقیق کے عمل کو تیز کرتا ہے۔اگر موضوع ایسا ہو جس میں صرف حقائق کو جمع کرنا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں پڑے گی نہ اس سے کوئی فائدہ ہوگا۔اگر محقق کسی قوم کی تاریخ پر کام کر رہا ہو یا کسی شخصیت پر

---

(1) Research in Education by John.W Best Prutice Hall of India- Delhi, 1959 (p.16)

تحقیق کر رہا ہو یا کتابیات یا اشاریہ مرتب کر رہا ہو تو فرضیے کا فائدہ نہ ہوگا۔

لیکن اعلیٰ تحقیق میں نہ صرف حقائق کی دریافت ہوتی ہے بلکہ ان کی توضیح و توجیہہ بھی کی جاتی ہے۔ ایسی تحقیق فرضیے یا عام اصول بنانے کے بغیر نہیں کی جاتی۔ تحقیق کا بڑا مقصد حقائق سے نتائج نکالنا ہے۔ صرف حقائق کی جمع آوری اس کا مقصد نہیں ہے۔

تحقیق کے ابتدائی مراحل میں پہلا اہم کام موضوع کا انتخاب ہوتا ہے اس کے بعد تحقیقی منصوبے کا خاکہ ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس خاکے میں تحقیقی عمل کی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ گویا وہ ابتدائی نقشہ ہے جس پر تحقیق کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔ اس میں موضوع کا تعارف، دائرہ، پس منظر اور مقصد شامل ہوتا ہے۔ خاکے میں ابواب کی تنظیم اس طرح ہوتی ہے جس سے ربط و تسلسل کا پتہ چل سکے۔ اس کی بنیاد منطقی غور و فکر پر ہوتی ہے۔ خاکے کے آخر میں اختتامیہ اور مآخذ کی عارضی فہرست شامل ہوتی ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ موضوع کے انتخاب میں احتیاط کو روا رکھ سکیں۔

۲۔ فرضیات اور ان کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔

۳۔ تحقیقی خاکہ پیش کرنے کے سلسلے میں بنیادی امور سے واقف ہو سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

تحقیقی عمل کے مراحل	لازمی کتب
الف۔ موضوع کا انتخاب	۱۔ اردو میں اصول تحقیق
ب۔ فرضیات اور ان کی نوعیت	جلد اول، مرتبہ
ج۔ خاکہ	ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
	مقتدرہ قومی زبان
	اسلام آباد ص (۹۷۔۱۰۱)

اور(۱۳۹۔۱۶۰)

۲۔ لائبریری سائنس اور
اصول تحقیق
از سید جمیل احمد رضوی،
مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد، (۷۵۔۱۱۳)

امدادی کتب

1. Research in Education b. John W. Best (Page 15-30)

2. The Research Paper Form and Content by Andrey J.Roth (pages 3-37)

یونٹ ۔۱۲

تحقیقی عمل کے مراحل (۲)

(مواد، حصول، وسائل اور مختلف طریقہ کار)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیقی مواد کے حصول وسائل اور مختلف طریقہ ہائے کار کا مطالعہ کریں گے۔ مواد کی فراہمی، تحقیق کی ایک اہم منزل ہے۔ محقق کو اس منزل تک پہنچنے میں بہت سی دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ تاہم عزم صمیم اور قوتِ ارادی ان کٹھن راستوں کو آسان بنا دیتی ہے۔ محقق مواد کو سارے ممکن ذرائع سے اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ عام طور پر مواد حاصل کرنے کے دو اہم ذرائع ہیں۔ ایک لائبریری اور دوسرا عوامی۔ لائبریری کے ذریعے کثیر مقدار میں مواد کا سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ایک کتب خانے میں تحقیق کا پورا مواد مل جائے۔ بعض چیزیں ملک کی مختلف لائبریریوں، ذاتی کتب خانوں، عجائب گھروں اور آرکائیوز کے شعبوں وغیرہ میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ بہر حال یہ پہلا ذریعہ ہے۔

مواد کی فراہمی کا دوسرا ذریعہ عوامی ہے۔ بعض اوقات، واقعات اور روایات کی تصدیق صرف عوام کے ذریعے ہوتی ہے۔ عوامی ذرائع میں عام طور پر سوال نامے، انٹرویو اور سروے شامل ہیں۔ ان ذریعوں سے بہت سی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

تحقیقی عمل میں مواد کی تلاش وجستجو بنیادی ذرائع سے ہوتی ہے۔ بنیادی ذرائع سے حاصل کیا ہوا مواد مستند ترین ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ صرف مجبوری کی حالت میں ثانوی ذرائع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ایک کتاب عربی میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے۔ اگر محقق عربی جانتا ہو تو اصل کتاب سے استفادہ کرے نہ کہ ترجمے سے۔ کیونکہ ترجمہ ثانوی درجے کی حیثیت رکھتا ہے۔ عام طور پر تجربے، ذاتی تفتیش وتلاش، انٹرویو، سوالنامے، تحقیقی مقالات ومضامین، خطوط، ڈائریاں، خودنوشتہ سوانح عمریاں، متن اور ادب کی تخلیقی تحریریں، حکومت، بورڈ، تحقیقی اداروں، دانش گاہوں وغیرہ کی روداد یں' اخبارات' مخطوطات اور فراقین وغیرہ کو بنیادی ذرائع میں شمار کیا جاتا ہے۔ تحقیق میں جن حقائق کو دریافت کیا جاتا ہے، بنیادی مآخذ حوالہ بہم پہنچاتے ہیں۔ ثانوی مآخذ پر صرف بھروسہ کر کے لکھا جاتا ہے، جو غیر سائنسی طریقہ کار ہے، جس کی تحقیق میں گنجائش نہیں۔

تحقیق کے مختلف طریقہ کار کی بنیادی منطق اور استدلال مشترک ہیں اور ہر ڈسپلن میں مواد کی ضرورت یکساں ہوتی ہے، لیکن اس کی نوعیت موضوع کے اعتبار سے بدل جاتی ہے۔ بہت سے علوم میں تحقیقی مسائل ادب سے قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ ادب میں بھی مواد کی فراہمی اور ان کی ترتیب لازمی ہے لیکن بعض سماجی علوم میں تحقیق کی منزلوں سے گذرتے وقت مواد کے سرمائے کی بنیادی نوعیت میں فرق آجاتا ہے۔ ان کے لئے ایک نئی اصطلاح Sampling یا نمونہ بندی وضع کی گئی ہے۔

تحقیق کا کوئی موضوع ہو مواد کی فراہمی اور معلومات کا حصول، سوال نامے، انٹرویو، نمونے، سروے اور کیس اسٹڈی

کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ سوالنامے مزید تحقیق کے لئے رجحانات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس میں صرف ایسے سوال پوچھے جاتے ہیں جن کے جواب دوسرے ذرائع سے نہ مل سکتے ہوں۔ سوالنامہ مختصر اور عمدگی سے ترتیب دیا ہوا ہوتا ہے۔ ہدایت واضح اور مکمل ہوتی ہے۔ ایک سوال میں صرف ایک بات پوچھی جاتی ہے۔ سوالات صرف نفس امر سے متعلق ہوتے ہیں۔

انٹرویو یا باضابطہ ملاقات بھی ایک طرح کا سوال نامہ ہے۔ اس میں سوالات تحریری شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ جس سے انٹرویو لیا جا رہا ہے اس کی سہولت کے مطابق انٹرویو کے لئے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ غیر متعلق سوالات سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ جواب اسی وقت لکھ لئے جاتے ہیں یا ٹیپ ریکارڈ کر لئے جاتے ہیں۔ نظریاتی مباحث اور عقیدوں کی چھان بین کے لئے یہ بہت موثر ذریعہ ہے۔

افراد کے مشاہدے کے ذریعے بھی مواد کی فراہمی ہوسکتی ہے۔ اگر حقیقت کی تلاش کا مسئلہ درپیش ہے تو مشاہدے کا طریقہ قدرے مختلف ہوتا ہے اور مشاہدہ کرنے والا جماعت یا گروپ میں شامل ہوتا ہے۔ اگر مطالعے کی نوعیت وضاحتی یا تجرباتی ہے تو مشاہدہ کا طریقہ مرکب ساخت پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں اشیاء کی حدبندی اور تعریف متعین کردی جاتی ہے۔ اطلاعات یا معلومات کو ریکارڈ کر لیا جاتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مشاہدات کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور اسے احاطہء تحریر میں لایا جاتا ہے۔ سماجی اور معاشرتی علوم میں کسی صورت حال کو جانچنے کے لئے سروے بہت پرانا طریقہ ہے۔ اس میں معلومات کے حصول کے لئے نمونوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ جنہیں مثال بنا کر ہم نئے تجربات سے دوچار ہوتے ہیں۔ سروے کی تکنیک وہاں استعمال کی جاتی ہے۔ جہاں خصوصی معلومات بہ آسانی دستیاب نہ ہوسکیں۔

مطالعہء احوال یا کیس اسٹڈی کا مطلب کسی فرد، واقعہ یا ادارہ یا جماعت کے احوال کی مفصل وضاحت اور تجزیہ ہے۔ کیس اسٹڈی کے ذریعے کسی شخص، خاندان، برادری یا قوم کی زندگی کے متعلق ان تمام پوشیدہ اور غیر پوشیدہ خصوصیتوں کو دریافت کیا جاتا ہے۔ ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے ان کی شناخت ممکن ہوتی ہے۔ سماجی علوم کی تحقیق میں یہ ایک کارآمد اور مفید نتائج حاصل کرنے کے لئے ایک موثر ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔ ان تمام ذرائع یا طریقہء کار کی مدد سے مطلوبہ تحقیقی مواد کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ مواد کے حصول اور یکجائی کے وسیلوں سے آگاہ ہوسکیں۔

۲۔ حصول مواد کے ذرائع اور طریقہ کار سے روشناس ہو سکیں۔

۳۔ اپنے تحقیقی عمل کے دوران ذرائع کا استعمال کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
تحقیقی عمل کے مراحل	اردو میں اصول تحقیق جلد اول
۱۔ مآخذ کی فہرست سازی	مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
۲۔ حصول مواد کے ذرائع	مقتدرہ قومی زبان،
۳۔ تحقیق کے طریقہ ہائے کار	اسلام آباد
الف۔ سوال نامے	ص (۱۰۲۔۱۰۹)،
ب۔ انٹرویو	(۱۶۳۔۱۷۳)
ج۔ سروے	(۱۹۷۔۲۳۶)
د۔ کیس اسٹڈی	۲۔ لائبریری سائنس اور
	اصول تحقیق از سید جمیل احمد رضوی
	مقتدرہ قومی زبان
	اسلام آباد ص (۱۵۹۔۲۳۴)

امدادی کتب

1. Research in Education by John W. Best (page 140-188)

اہم نکات

حصول مواد کے سلسلے میں پبلک اور ذاتی لائبریریاں عجائب گھر، آرکائیوز کے شعبے، عظیم شخصیات کی رہائش گاہیں (اقبال میوزیم، قائداعظم میوزیم) وغیرہ ایسے ذرائع ہیں جہاں سے مطلوبہ موضوع پر مواد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مواد کے حصول

کے لئے بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کو جمع کر کے ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سوال نامے، انٹرویو، نمونے، سروے اور کیس اسٹڈی جیسے طریقہ ہائے کار کی مدد سے معلومات و حقائق کو جمع کیا جا سکتا ہے۔

خود آزمائی

۱۔ حصول مواد کے مختلف ذرائع کون کون سے ہیں؟

۲۔ کیا مختلف طریقہ ہائے کار کے ذریعے مواد کا حصول، تحقیقی عمل میں کار آمد ہو سکتا ہے؟

۳۔ سروے اور کیس اسٹڈی کے طریقہ کار میں کیا فرق ہے۔ شخصیات پر تحقیق کے سلسلے میں ان میں سے کس طریقہ کار کو اختیار کیا جا سکتا ہے؟

یونٹ نمبر ۱۳

تحقیقی عمل کے مراحل (۳)

لائبریری کا استعمال

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ لائبریری کے استعمال کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔ کوئی عالم ہو یا محقق طالب علم، جن کے موضوع خواہ کسی مضمون سے تعلق رکھتے ہوں، لائبریری سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ مواد کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ یہی ہے۔ لائبریرین اور لائبریری کے عملے کے دوسرے افراد عموماً محقق کے ساتھ تعاون کرتے ہیں لیکن بار بار ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں، اس میں محقق کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایک طالب علم محقق کو لائبریری کے طریقہ کار سے خود واقف ہونا ضروری ہے۔ صرف غیر معمولی حالات میں لائبریرین سے مدد لی جا سکتی ہے۔

ہر بڑی لائبریری میں دو طرح کی کتابیں ہوتی ہیں۔ حوالے کی کتابیں اور عام مطالعے کی کتابیں۔ حوالے کی کتابیں عموماً کھلی الماریوں میں رکھی ہوتی ہیں۔ تاکہ ہر اسکالر جب چاہے اور جتنی بار چاہے انہیں آسانی سے دیکھ سکے۔ یہ کتابیں لائبریری سے باہر نہیں جا سکتیں۔ حوالے کی کتابوں میں انسائیکلوپیڈیا، ڈسٹرکٹ گزیٹیر، لغات، لائبریریوں کے مطبوعہ کیٹلاگ وغیرہ ہوتے ہیں۔ محقق کے ابتدائی مراحل میں انسائیکلوپیڈیا خصوصاً بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کے ہر مضمون کے آخر میں ماخذ کی ایک منتخب فہرست ہوتی ہے، جس کی مدد سے محقق آسانی سے قدم بڑھا سکتا ہے۔ عام مطالعے کی کتابیں کلرک کی توسط سے طلب کی جاتی ہیں اور انہی کی طلب کے لئے لائبریری کے طریقہ کار سے واقفیت ضروری ہے۔

موجودہ دور میں بڑی اور اچھی لائبریریوں میں عموماً ڈیوی ڈیسیمل سسٹم (Dewey Decimal System) کا چلن ہے۔ اس میں کتابوں کی ترتیب کے لئے اعشاری نظام استعمال کیا جاتا ہے۔ کتاب کا نام اور ضروری تفصیلات ایک کارڈ پر ہوتی ہیں۔ چھوٹی لائبریریوں میں ہر کتاب کے لئے عموماً تین کارڈ ہوتے ہیں۔ پہلا مصنف کے نام کا، دوسرا کتاب کے نام کا اور تیسرا موضوع کا کارڈ ہوتا ہے۔ انجمن، سوسائٹی، کمیٹی وغیرہ کا نام مصنف کے طور پر استعمال ہوتا ہے، بشرطیکہ روئیداد یا رسالہ پر مرتب کا نام درج نہ ہو۔ ماخذ کی عارضی فہرست تیار کرتے وقت چونکہ محقق طالب علم اپنے موضوع سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتا اس لئے تیسرا کارڈ اس کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ موضوع کا کارڈ دیکھ کر وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس کے کام کی کون کون سی کتابیں لائبریری میں موجود ہیں۔ ان کارڈوں کے نمونے دیکھئے۔

Call No.

۹۵۴	سید احمد خان
اح م	آثار الصنادید، مطبوعہ
	منشی نول کشور
	لکھنو۔ ۱۹۷۶ء
	صفحات ۲۸۶
	۲۴۰۶

Accession

No.

۹۵۴	آثار الصنادید
اح م	سید احمد خان
	۱۹۷۶

۹۵۴/اح م
سید احمد خان

پہلے دونوں کارڈوں پر دائیں طرف کیٹلاگ کا نشان ہے، یہ نشان بتاتا ہے کہ کتاب کس جگہ موجود ہے۔ کتاب طلب کرتے وقت سلپ پر یہ نشان لکھنا ضروری ہے۔

ڈیوی کے اعشاری نظام میں تمام مضامین کو دس حصوں میں اور پھر ہر حصے کو دس ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مواد کی تلاش کے سلسلے میں مخطوطوں اور کتابوں کے علاوہ معیاری رسالوں کی جلدوں سے بھی استفادہ کرنا ہوتا ہے چونکہ ان کے اشاریہ کارڈ بہت کم لائبریریوں میں موجود ہوتے ہیں اس لئے پورے رسالے کی ورق گردانی ضروری ہے۔ یہ کام وقت طلب ضرور ہے لیکن اس سے استفادہ ناگزیر ہے۔ رسائل کے مضامین چونکہ ایک موضوع سے بحث کرتے ہیں اس لئے ان میں کتاب سے زیادہ تفصیل ہوتی ہے۔

مواد کی فراہمی اور تحقیق کی رہنمائی میں لائبریریوں کے مطبوعہ مفصل کیٹلاگ بھی مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ان کیٹلاگوں سے نہ صرف یہ کہ متعلقہ کتابوں کا پتا چلتا ہے اور بھی کارآمد اشارے ملتے ہیں۔

بہت سی ملکی و بیرونی لائبریریوں کی کتابوں کے کیٹلاگ چھپ چکے ہیں۔ بعض لائبریریوں میں بہت سی اہم کتابوں کی

مائیکروفلم یا روٹوگراف بھی ہیں ان سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مقاصد:

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ لائبریری کے مخصوص اعشاری نظام سے روشناس ہوسکیں۔

۲۔ عملی طور پر اس نظام سے استفادہ کرسکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

لائبریری کا استعمال

۱۔ ڈیوی کا اعشاری نظام

۲۔ رسالوں سے استفادہ

۳۔ لائبریریوں کے مطبوعہ کیٹلاگ سے استفادہ

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق
جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ قومی زبان،
ص (۱۰۹۔۱۱۷)

۲۔ اردو میں اصول تحقیق
جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد،
ص (۱۷۳۔۱۸۹)
مقالہ یونس اگاسکر

۳۔ تحقیق میں لائبریری کا
استعمال، مقالہ عبدالرزاق قریشی،
(فوٹوسٹیٹ)

امدادی کتب

1. Research in Education by John W. Best 1963,
(pages 31 - 84).

2. The Research Paper Form and Content by
Andrey J. Roth T. (Pages 41-50).

3. تعلیمی تحقیق، ڈاکٹر احسان اللہ بک ٹریڈرز لاہور (Pages 192-177)

اہم نکات

تحقیق کا آغاز پہلے ان تمام کتابوں سے ہونا چاہئے جو موضوع سے متعلق ہوں۔ یہ تحریری مواد انسائیکلو پیڈیا، لغات، تذکرہ مشاہیر، سوانح حیات، فہرست مخطوطات، فہرست نایاب کتب، فہرست مطبوعات، غیر مطبوعہ مقالات، کتابیات، اخبارات ورسائل کے فائل، روداد یں اور مستقل تصنیفات سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لائبریری کا نظام عام طور پر ڈیوی اعشاری نظام کے تحت چلتا ہے۔ اس نظام سے واقفیت کے بعد طالب علم خود مطلوبہ مواد تلاش کر سکتا ہے۔

خود آزمائی

۱۔ اپنے موضوع کے متعلق مواد حاصل کرنے کے لئے کن کن ذخائر کا جائزہ لیا جا سکتا ہے؟

۲۔ لائبریریوں میں ڈیوی کے نظام کو کیوں رائج کیا گیا؟

۳۔ جن امور کا آپ نے اس یونٹ میں مطالعہ کیا ہے، اس کی عملی طور پر جانچ پرکھ کے لئے خود لائبریری میں جائیے۔

یونٹ نمبر ۱۴

تحقیقی عمل کے مراحل (۴)

(حواشی، حالہ جات، اقتباسات اور اشاریہ سازی)

تعارف و مقاصد

اس یونٹ میں آپ حواشی، حوالہ جات، اقتباسات اور اشاریہ سازی سے متعلق معلومات سے استفادہ کریں گے۔

تحقیقی مقالے میں اقتباسات، حوالے، حواشی اور اشاریے کی بہت اہمیت ہے۔ عام طور پر اقتباسات اس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب کسی مصنف کا اقتباس اس کی عبارتوں اور تصورات کی پیش کش سے، بہتر طور پر محقق کے مفروضوں اور دلیلوں کو ثابت کرسکتا ہے یا پھر دستاویزی شہادت کے لئے ضروری ہو یا محقق کو کسی کی رائے سے انحراف ہو یا جہاں اعداد و شمار کے بیان میں ٹکراؤ ہو یا کہیں بنیادی اصولوں میں اختلافات ہوں، جن پر بحث کرنا متن مقالہ میں مقصود ہو۔ محقق کو اس سلسلے میں بہت دیانتدار ہونا چاہئے کہ اگر غیر مطبوعہ مسودے کی عبارت نقل کرنی ہو اور عبارت نویس بقید حیات ہو تو اس سے اجازت لینا اخلاقی آداب میں شامل ہے۔ پھر اقتباسات کی صحت کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اقتباس کی عبارت کو اسی زبان میں بیان کیا جاتا ہے جس میں وہ اصل کتاب میں درج تھا۔ واوین کی مدد سے اقتباس کی عبارت کو نمایاں کیا جاتا ہے☆۔ مرکزی خیال کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی صورت میں استفادے کا اعتراف ضروری ہوتا ہے۔ کثرت مطالعے کے دوران ضروری عبارتیں مع حوالے کے نوٹ کرلی جاتی ہیں اور مقالہ لکھتے وقت ان کا احتیاط سے استعمال لازم ہوتا ہے۔ بہت زیادہ اور غیر ضروری اقتباسات ایک اچھے مقالے کی پہچان نہیں۔ اس سلسلے میں چند باتیں ذہن میں ہوں کہ اقتباسات کا براہ راست استعمال وہیں زیب دیتا ہے جہاں اسکالر یہ یقین کرلے کہ کسی مخصوص عبارت سے زیادہ اچھی طرح، وہ خود اس میں بیان کی گئی باتوں کو نہیں لکھ سکتا، اس میں اختصار کا حسن بھی ہے اور قابل قبول بھی ہے۔ اگر مقالے میں کسی دستاویزی شہادت کی ضرورت پیش آتی ہے اور حوالے سے پورا مقصد حل نہ ہوتا ہو تو ضروری عبارت کو بڑی احتیاط کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ اگر محقق کسی مصنف کے بعض مفروضات کو غلط سمجھتا ہے یا اس کی تردید کرنا چاہتا ہے تو وہ براہ راست اقتباسات پیش کرسکتا ہے۔ سائنسی اور سماجی علوم کی ضروریات کے تحت طویل اقتباسات جن میں اصول، فارمولے اور نتائج اپنی اصلی شکل میں ہوں، پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا اقتباسات جہاں تک ممکن ہو فہم و فراست کے ساتھ استعمال کیے جائیں۔ اقتباس کا کوئی حصہ حذف کرنا مقصود ہو تو حذف شدہ عبارت کی جگہ تین نقطے ڈال دیے جاتے ہیں۔

حواشی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب محقق مقالہ لکھتے وقت کسی خیال، عبارت، کتاب اور مصنف سے استفادہ کرتا ہے نہ صرف اپنی سوچ بلکہ دیگر ماہرین کی رائے سے بھی قاری کو آگاہ کرتا ہے۔ حواشی تحقیقی مقالے کا لازمی جزو ہے۔ جنہیں (Foot Notes) فٹ نوٹس مواد کے ذیلی اشارے بھی کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات حواشی میں مشکل متن کی توضیح

☆۔ سہ سطری اقتباس رواں عبارت کے ساتھ یعنی طویل اقتباسات کو نمایاں کر کے الگ درج کیا جاتا ہے۔

وضاحت بھی درج کی جاتی ہے یا ایسا مواد جو اضافی ہو اور مقالے کی طوالت کو بڑھاتا ہو، لیکن ان نظریات سے قاری کو واقف کرانا مقصود ہو تو حاشیے میں درج کر دیا جاتا ہے۔ حواشی کے استعمال میں یہ امر ضروری ذہن نشین ہونا چاہیے کہ اس کی شمولیت مقالے کو وقیع بناتی ہے، استدلال میں مدد دیتی ہے۔ تاہم اگر ان کا برمحل استعمال نہ ہو تو اس تکنیکی خامی سے تحقیق کا معیار مشکوک ہو جاتا ہے۔

حوالوں کی تحقیقی مقالے میں بہت اہمیت ہے، اس کے بغیر نہ مطالعے کا احساس ہوتا ہے اور نہ دلیلوں کی سند مہیا کی جا سکتی، نتیجہ اخذ کرنے کی راہ میں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ حوالہ جات کے دو بڑے طریقے عام طور پر رائج ہیں۔ ایک ہارورڈ سے منسوب ہے اور دوسرا شکاگو یونیورسٹی سے۔ ہارورڈ میں اپنائے گئے طریقے کے مطابق حوالے کا وقوع دو حصوں میں، دو جگہوں پر ہوتا ہے۔ ایک حصہ متن میں ہی بریکٹ کے اندر دے دیا جاتا ہے۔ اس میں مصنف کا خاندانی نام یا نام کا آخری حصہ، تصنیف کا سال اشاعت اور صفحہ نمبر دے دیا جاتا ہے۔ حوالے کا یہ حصہ مختصر ہوتا ہے اور متن کے اندر ہی بریکٹ میں موجود ہوتا ہے۔

حوالے کا دوسرا حصہ عموماً مقالے یا کتاب کے بالکل اختتام پر دیا جاتا ہے۔ وہاں پر مصنف کا پورا نام درج ہوتا ہے اور حروف ابجد کے لحاظ سے مصنفین کے نام لکھے جاتے ہیں۔ قاری کو مختصر حوالے متن کے اندر بریکٹ میں اور تفصیلی کوائف کتاب کے آخر میں ملیں گے۔

حوالہ جات کے دوسرے طریقے میں متن کے نیچے ہر صفحے پر اس صفحے کے متعلق حوالہ جات دیے جاتے ہیں۔ اس طریقہ کار کا فائدہ یہ ہے کہ حوالے کے متعلق تقریباً تمام معلومات زیر نظر صفحے پر موجود ہوتی ہیں۔ حوالہ جات کے نمبر شمار ہر صفحے پر نئے سرے سے شروع کیے جا سکتے ہیں یا پورے باب کے مسلسل بھی ہو سکتے ہیں۔

اشاریہ سازی (Indexing) ایک تکنیکی عمل ہے۔ جس میں کتاب میں موجود تمام اطلاعات قاری کو مکمل طور پر فراہم کی جاتی ہیں۔ اشاریہ کئی طرح ترتیب دیا جاتا ہے۔ مصنفوں کے نام، کتابوں کے ذکر سے بھی اس کا آغاز کیا جاتا ہے۔ حروف ابجد کے لحاظ سے نام ترتیب دیے جاتے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں مصنفین کے نام سو ہیں اور ان سو مصنفین کا ذکر دس دس بار ہوا ہے تو قاعدے کے مطابق دس صفحات جن کا نمبر مختلف ہو سکتا ہے۔ (اور کوئی ضروری نہیں کہ یہ ذکر ترتیب کے ساتھ ہو) اشاریے میں لکھنا ضروری ہے۔ مصنفین کے ذکر کے بعد اشاریہ شہروں اور کتابوں کے ذکر سے بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی ترتیب میں بہت زیادہ غور و نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ تحقیقی مقالہ اگر کتاب کی شکل میں طبع ہو رہا ہو تو۔۔۔ اشاریہ سازی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ حواشی کی اہمیت اور اس کے مناسب استعمال سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۲۔ اقتباسات کا استعمال اور حوالہ جات کی ضرورت اور اہمیت سے روشناس ہو سکیں۔

۳۔ اشاریہ سازی سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

الف۔ حواشی

ب۔ حوالہ جات

ج۔ اقتباسات

د۔ اشاریہ سازی

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق،
جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد
ص (۲۵۸۔۲۶۰)
ص (۲۷۰۔۲۷۵)

۲۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات
مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد
مقالہ: پروفیسر سعید الدین ڈار
ص (۱۴۳۔۱۴۶)

۳۔ مقالہ "اشاریہ سازی"
از سید جمیل احمد رضوی
"تحقیق" پہلا شمارہ
شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جامشورو
ص (۴۳۔۵۲)

اہم نکات

تحقیقی مقالے میں دوسرے مصنفین کی کتابوں اور تحریروں کا اعتراف حواشی میں کیا جاتا ہے، یہ محقق کی دیانتداری کا تقاضا ہے۔ حوالے دینے کے دو طریقے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اقتباس پیش کرنا اگر ناگزیر ہو تو مختصر پیش کیا جاتا ہے اور اقتباس کے مآخذ کا تذکرہ حاشیے میں ذیلی اشارات یا حوالے کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ اشارے کی ترتیب حروف ابجد کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

خود آزمائی

۱۔ حواشی اور حوالے میں کیا فرق ہے، واضح کیجئے؟

۲۔ کوئی دو کتابوں میں حوالہ جات کے اندراج کے دونوں طریقے دریافت کیجئے؟

۳۔ اشاریہ سازی کیوں ضروری ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے؟

یونٹ نمبر ۱۵

تحقیقی عمل کے مراحل (۵)

(کتابیات)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ مآخذ کی فہرست سازی سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

تحقیق کا ایک اہم قدم مآخذ کی فہرست تیار کرنا ہے۔ ابتداء میں تحقیقی مقالے کے خاکے کے ساتھ مآخذ کی عارضی فہرست بنائی جاتی ہے۔ یعنی محقق جس موضوع پر کام کرنا چاہتا ہے اس پر کتابوں، رسالوں، مضمونوں وغیرہ کی شکل میں اب تک جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کی فہرست تیار کرتا ہے۔ وہ پہلے ان کتابوں، مضمونوں وغیرہ کی فہرست بناتا ہے جو اس کے ذہن میں موجود ہیں یا جن کے متعلق پہلے سے معلومات حاصل ہوتی ہیں، اس کے بعد تلاش کا کام شروع ہوتا ہے، یہ دقت طلب اور صبر آزما مرحلہ ہے۔ نوجوان محقق کو مستقل مزاجی سے کام لینا ہوتا ہے۔ اس موقع پر اسے تفصیلی یا تنقیدی طور پر پورے مواد کو پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس موضوع سے متعلق کام کی چیزیں کون سی ہیں۔ ساتھ ہی اسے موضوع کی اہمیت، وسعت، مواد کی قلت اور غلطیوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ مفید اور غیر مفید مواد میں تمیز ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کتاب کی فہرست مندرجات یا اشاریے سے بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے۔

فہرست مآخذ اگر "۳x۵" کے پتلے کارڈ یا سلپ پر تیار کی جائے تو بہتر ہے۔ اس کارڈ یا سلپ پر صرف ایک کتاب کا نام ہونا چاہیے۔ اس میں پانچ باتیں لازمی طور پر درج کی جاتی ہیں۔ مصنف یا مرتب کا نام، کتاب کا نام (اگر ایک سے زیادہ جلدوں میں ہے تو) جلد نمبر، مقام اشاعت، ناشر اور سال اشاعت (اگر ایک سے زیادہ ایڈیشن ہوں تو ایڈیشن کا نمبر) مثلاً

خالد علوی	حفاظت حدیث
لاہور، المکتبہ العلمیہ ۱۹۷۱ء	
۱۱۲۴، ۲۹۷	
خ ا ح	

اگر محقق چاہے تو اپنی سہولت کے لئے کارڈ پر اور باتیں بھی لکھ سکتا ہے۔ مثلاً باب، صفحہ یا صفحات کا نمبر درج کر لینا مناسب ہوتا ہے۔ اسی طرح لائبریری کا (Call Number) کال نمبر بھی نوٹ کر لینا مفید ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں دوبارہ لائبریری کا کارڈ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

رسالے کے مضامین کی فہرست بنانے میں مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کی جاتی ہیں:۔

مضمون نگار کا نام، مضمون کا عنوان (واوین میں) رسالے کا نام، جلد اور شمارہ (سال) اور صفحات۔

ابوالعلا عفیفی "متصوفانہ فلسفہ ابن العربی"
مترجم ابوالقاسم محمد انصاری
اردو (سہ ماہی) جلد نمبر ۵۹، شمارہ ۳
صفحات ۳۳۔۴۸ (۱۹۸۳)

فہرست مآخذ ایک ہی بار میں مرتب نہیں ہوسکتی۔ اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ بہت سی کتابوں کے نام خارج بھی ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مقالہ تیار ہونے تک صرف ان کتابوں اور رسالوں وغیرہ کے نام فہرست میں درج کیے جاتے ہیں جن سے مقالے میں استفادہ کیا جاتا ہے اور حوالہ دیا جاتا ہے۔

معاون مواد کی فہرست عام طور پر تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ کتابیں، رسائل اور قلمی نسخے۔ ان حصوں کو زبان کے اعتبار سے ذیلی حصوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ بعض امدادی کتابوں کی فہرست مقالے کے شروع میں دے دی جاتی ہے۔ لیکن عام اصول یہی ہے کہ معاون کتابوں کی فہرست مقالے کے آخر میں ہی دی جائے۔ فہرست کتب کو حروف تہجی کی ترتیب سے لکھا جاتا ہے۔ اس فہرست سے قاری کو کتاب کے مآخذ معلوم ہونے کے علاوہ مواد کے استناد، اہمیت وافادیت وغیرہ کا اندازہ ایک جھلک میں ہوجاتا ہے۔ فہرست مآخذ منتخب ہوتی ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ مآخذ کی ابتدائی فہرست سازی کے متعلق معلومات سے آگاہ ہوسکیں۔
۲۔ فہرست سازی کی اہمیت سے روشناس ہوسکیں۔
۳۔ عملی تحقیق میں ان کا استعمال کرسکیں۔

عنوان برائے مطالعہ

۱۔ فہرست سازی

الف۔ مطبوعہ کتب

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول
مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش،

ب۔ رسائل وجرائد [illegible] زبان،

ج۔ مخطوطات

ص [illegible])

امدادی کتب

1. Research in Education by John. W. Best Preutice Hall of India- Delhi 1968 (pages 259-268)

اہم نکات

تحقیقی مقالے کے خاکے کے ساتھ ماٰخذ کی عارضی فہرست ترتیب دی جاتی ہے۔ مقالے کے تیار ہو جانے کے بعد معاون مواد کی فہرست عام طور پر تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ کتابیں، رسائل اور قلمی نسخے۔ معاون کتابوں کی فہرست مقالے کے آخر میں دی جاتی ہے۔ فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے تیار ہوتی ہے۔

خود آزمائی

۱۔ دس مطبوعہ کتب کی فہرست تیار کیجیے؟

۲۔ دس مقالوں کی جو مختلف رسائل میں ہوں، فہرست تیار کیجیے؟

یونٹ نمبر ۱۶

مقالے کی تیاری (۱)

(پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینا)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں مقالے کی تیاری کے ابتدائی مرحلے یعنی پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینے کے بارے میں آپ معلومات حاصل کریں گے۔

ماٰخذ کی عارضی فہرست تیار کر لینے کے بعد محقق مقالے کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔ یعنی اب وہ موضوع سے متعلق کتابیں پڑھنا شروع کرتا ہے۔ محقق کو اپنے موضوع سے متعلق ہر ممکن الحصول تحریر پڑھنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ اس کے بغیر وہ اپنے مقالے میں جدت پیدا نہیں کر سکتا۔ پڑھنے کی بھی خاصی اہمیت ہے کیوں کہ پڑھتے وقت غور و فکر کرنا ہوتا ہے۔ ایک امریکن مصنف کی رائے میں پڑھنے کا فن ان تمام خصوصیات کا حامل ہوتا ہے جو انکشاف کے لئے ضروری ہیں یعنی مشاہدے کی تیزی، قوت حافظہ، تخیل اور ایسا دماغ جو تجزیہ اور غور و فکر کا عادی ہو۔

جدید مطبوعات سے مواد تلاش کرنا آسان ہے۔ عموماً کتاب کے آخر میں اشاریہ ہوتا ہے، اس کی مدد سے محقق آجکل آسانی سے مطلب کی چیزیں ڈھونڈ سکتا ہے۔ اگر کتاب کے آخر میں اشاریہ نہ ہو تو ایسی صورت میں فہرست مضامین کو دیکھ کر پورا باب پڑھنا چاہئے۔ فی الحال ہر کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

ایم فل یا پی ایچ ڈی کے طالب علم کو محدود وقت میں مقالہ تیار کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے پڑھنے کی رفتار کا تیز ہونا ضروری ہے۔ مواد کی فراہمی کے لئے جو مطالعہ کیا جائے، اس کے لئے چند باتیں ذہن میں رکھی جاتی ہیں۔ محقق کو ہمیشہ یہ جاننا چاہئے کہ اسے کس قسم کی تحریروں کو توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہر تحریر کو جو اسے دستیاب ہوتی ہے، یکساں توجہ یا رفتار سے نہیں پڑھ سکتا، وقت اس کی اجازت نہیں دیتا اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات محض عنوان یا ابواب کی سرخیوں اور دیباچے پر نگاہ ڈال لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ بعض کتابوں کا اشارہ دیکھ لینے سے بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ بعض ابواب کو تیزی سے سرسری طور پر پڑھا جاتا ہے۔ بعض کتابوں کو جو بنیادی ماٰخذ ہوں آہستہ اور توجہ سے پڑھنے اور پڑھنے کے ساتھ نوٹ بھی کیا جاتا ہے۔ بعض کتابوں اور مضمونوں کو دوبارہ پڑھنے کے لئے الگ رکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن مخطوطات کو شروع سے آخر تک پڑھا جاتا ہے کیوں کہ وہاں اشاریہ اور فہرست مضامین نہیں ہوتے۔ تذکروں کو بھی شروع سے آخر تک پڑھا جاتا ہے، کیونکہ بعض اوقات ایک شاعر کے متعلق کسی دوسرے شاعر کے سلسلہ حالات میں بھی کچھ کام کی باتیں مل جاتی ہیں۔

مقالے مختلف نوعیتوں کے ہوتے ہیں اس لئے ان کی تیاری کے طریقے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ مقالے کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عنوانات بنائے جاتے ہیں، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مواد کی جمع آوری سہل ہو جاتی ہے اور اس سے کہیں زیادہ سہولت مواد کو ترتیب دینے میں ہوتی ہے۔ اس تقسیم کے بعد ہر حصے کا خاکہ تیار

کیا جاتا ہے۔ خاکے میں عنوانات اور ذیلی عنوانات قائم کئے جاتے ہیں۔ انہی عنوانات کے مطابق محقق نوٹ لینا شروع کرتا ہے۔ اچھے مقالے کی تیاری کے لئے محتاط، صحیح اور مکمل نوٹ ضروری ہیں۔ مناسب نوٹ کے بغیر مقالے میں منطقی ترتیب محکم استدلال اور سلیس وخوشگوار تحریر ممکن نہیں ہوتی۔ اس نقطہ نظر سے نوٹ لینے میں مہارت حاصل کرنا تحقیق کا ابتدائی اہم قدم ہے۔ نوٹ لینے کے سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے، ایک تو یہ کہ بیکار قسم کے نوٹ نہ لیے جائیں اور دوسری یہ کہ کوئی ضروری بات چھوٹنے نہ پائے۔

نوٹ لینے کا عموماً یہ طریقہ رہا ہے کہ محقق ایک بیاض میں مسلسل نوٹ لیتا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایک ہی عنوان کے تحت مختلف جگہوں پر نوٹ ہوتے ہیں اور مقالہ لکھتے وقت خاصی الجھن ہوتی ہے۔ اگر پتلے کارڈوں پر نوٹ لئے جائیں تو بہتر ہے۔ ہر نوٹ الگ الگ تراشے یا کارڈ پر ہو، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ نوٹوں کو حسب ضرورت دوبارہ ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ ایک تراشے یا کارڈ پر صرف ایک پہلو سے متعلق نوٹ لیا جاتا ہے۔ ہر تراشے کے دائیں سرے پر سرخی یا ذیلی سرخی ضرور لکھ لی جاتی ہے۔ یہ تراشے یا کارڈ عموماً "۴x۶" کے ہوتے ہیں ""۵x"۸ کے کاغذ بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ہر نوٹ کے آخر میں مصنف کا نام، کتاب کا نام، باب، صفحہ یا صفحات ضرور لکھ لیا جاتا ہے تا کہ اگر اسے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ آسانی سے مل جائے مثلاً

<u>عنوان برائے مطالعہ</u>   <u>لازمی مقالے</u>

مقالے کی تیاری (۱)

الف۔ پڑھنے کی اہمیت

ب۔ نوٹس لینے کا طریقہ

ج۔ چارٹس اور نقشے

1. The Research paper Form and content by Ndrey J. Roth

Words Worth Publishing Co. California-1966

(Pages 53-64)

2. Research in Education by John W. Best

(pages 79-83)

اہم نکات

مقالے کی تیاری میں سب سے پہلے اپنے موضوع کے متعلق کتابوں کا مطالعہ ہے۔ پڑھنے کا فن مشاہدے کی تیزی، قوت حافظہ، تخیل اور دماغ کو تجزیہ اور غور وفکر کا عادی بناتا ہے۔ محقق کے پڑھنے کی رفتار تیز ہو۔ مقالے کے موضوع اور ذیلی موضوعات کے اعتبار سے نوٹ لئے جاتے ہیں۔ اس میں دو باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ایک تو بیکار قسم کے نوٹ نہ لیے جائیں دوسرا یہ کہ کوئی ضروری بات چھوٹنے نہ پائے۔ نقشے، چارٹ، گراف اور مخطوطے کے عکس اور تصاویر کے ذریعے آپ اپنے دعوے کو مستند اور مضبوط بنا سکتے ہیں۔

خود آزمائی

۱۔ موضوع سے متعلق مواد پڑھنے میں کن امور کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے؟

۲۔ نوٹ لینے کے سلسلے میں کن امور پر توجہ دی جانی چاہیے؟

۳۔ مقالے میں اپنے دعوے کی سند میں حوالہ جات کے علاوہ اور کون سی توضیحات پیش کی جا سکتی ہیں؟

یونٹ نمبر ۱۷

مقالے کی تیاری (۲)

(مقالے کی ترتیب و تسوید)

تعارف و مقاصد

اس یونٹ میں آپ مقالے کی ترتیب و تسوید اور مواد کی پرکھ سے متعلق معلومات کا مطالعہ کریں گے۔

تحقیقی عمل کے دوران موضوع کے انتخاب سے لے کر نتائج اخذ کرنے اور اصولوں کی توضیح تک سارے مراحل کا عکس موجود رہتا ہے۔ یہ سارے مراحل تحقیق کی مدت تک مشینی انداز میں خود بخود ہوتے رہتے ہیں۔ مواد کی فراہمی کے بعد محقق کے دو اہم کام ہوتے ہیں۔ مواد کی ترتیب، ان کی توضیح و تشریح اور تجزیہ۔ اس کے لیے پہلے تمام مواد کو ان کے عنوانات کے تحت از سرِ نو ترتیب دیا جائے۔ اس طرح کہ موضوع سے متعلق کام کی باتیں الگ ہو جاتی ہیں۔ انٹرویو، سوالناموں، مشاہدات اور رویوں کے مطالعے میں ایسے عناصر بھی شامل ہو سکتے ہیں جن کی ضرورت متعلقہ موضوع کے لیے نہ ہو۔ اس لئے ضروری حصوں کو چھانٹ کر الگ کر لیا جاتا ہے تا کہ تجزیے میں آسانی ہو۔ تجزیے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ مفروضوں کی روشنی میں یا تحقیق سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کے پیش نظر مواد کو پرکھا جاتا ہے اور دلائل کی روشنی میں ان سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ تجزیہ بغیر تفسیر و توضیح کے ممکن نہیں۔ تجزیہ اس وقت شروع کرنا چاہئے جب ضروری مواد فراہم کر لیا گیا ہو۔

جس طرح نوٹس لیتے وقت باقاعدگی اور احتیاط کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح انہیں ترتیب دیتے وقت بھی باقاعدگی اور احتیاط ضروری ہے اور مقالے کی تسوید میں بھی اس کا اہتمام کیا جانا چاہیئے۔ واضح فکر، مواد کی منطقی ترتیب، صحیح ترجمانی اور موثر طرزِ تحریر میں ایک قطعی رشتہ ہے۔ جس سے مقالے کی تحریر میں عالمانہ شان اور محققانہ وقار پیدا ہوتا ہے۔ تعلی کی معلومات کے ذریعے محقق اپنے مطالعے کے نتائج، علمی تحقیق اور جمع شدہ دلائل دوسرے علماء تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محقق کا طرزِ تحریر واضح ہو کہ اس نے اپنا تحقیقی عمل کس مقصد سے کیا ہے؟ اس سے کیا کیا نتائج اخذ کیے ہیں؟

تحریری کام کے آغاز کے چند اصول ہیں۔ مقالے کی تحریر کا آغاز براہ راست اپنے موضوع سے کیا جاتا ہے۔ طویل تمہید اور تبصروں سے پرہیز لازم ہے۔ حقائق سے اخذ کردہ نتائج اور تاثرات کو پورے خلوص اور اختصار کے ساتھ پیش کر دیا جاتا ہے۔ جمع شدہ مواد کی تدوین اور تنظیم اس طرح ہو کہ دلائل کی روشنی میں نتیجہ اخذ کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ مقالے کا ہر حصہ باہم مربوط ہوتا ہے۔

اندازِ تحریر ہر ایک شخص اور موضوع کے اعتبار سے منفرد ہوتا ہے۔ تاہم مقالے کی تحریر میں دو خصوصیات ضروری ہیں۔ ایک سنجیدگی اور دوسرا تاثر۔ اچھے اور موثر اسلوب بیان کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ الفاظ کو احتیاط سے استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظوں میں توانائی ہوتی ہے، اس کا استعمال عبارت میں حسن پیدا کرتا ہے۔ ضمائر متکلم کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ گنتی کے اعداد اگر سو تک ہوں تو ان کو حروف میں لکھا جاتا ہے۔ سو سے زائد گنتی کو اعداد میں لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر جملے کی ابتداء گنتی سے ہو

تو اس کو حروف میں ہی لکھا جاتا ہے۔ مقالے کے شروع میں جن اصطلاحی الفاظ کا استعمال ہوا ہے' اس مفہوم میں انہی الفاظ کا استعمال پورے مقالے میں کیا جاتا ہے۔ رائے قائم کرنے اور اس کے اظہار کے لیے صفات کے استعمال میں بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ''بے انتہا دلچسپ''، ''نہایت ہی عمدہ''، ''بالکل بے کار'' وغیرہ قسم کی رائے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

مقالے کو ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ذیلی عنوانات کو مختصر رکھا جا سکتا ہے۔ عبارت میں پیراگراف ضرور بنائے جاتے ہیں۔ ایک پیراگراف میں اگر ایک ہی بات کی وضاحت ہو تو بہتر ہے اور اسے واوین ('' '') میں رکھا جاتا ہے۔ اقتباس میں اگر ترجمہ دیا جائے یا حاشیے میں اصل عبارت کا حوالہ دیا جائے تو بہتر ہے۔ ترجمہ کی عبارت کو بغیر واوین کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اقتباس کی عبارت میں کسی اضافے کی ضرورت محسوس ہو تو اسے بریکٹ ( ) میں لکھا جا سکتا ہے یا اگر مصنف یا کاتب سے کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو تو اسے بھی بریکٹ ( ) میں دیا جا سکتا ہے۔ اگر عبارت میں کسی لفظ یا جملے کی تفہیم نہ ہو سکے تو بریکٹ میں سوالیہ نشان اور غلط ہو تو اس کی تصحیح نہ کی جائے بلکہ اس لفظ یا فقرے کے آگے بریکٹ میں (کذا) لکھا جا سکتا ہے۔

ان تمام امور کے پیش نظر مقالے کی ترتیب و تحریر کا کام انجام دیا جا سکتا ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

۱۔ مقالے کے مواد کی ترتیب میں احتیاطی تدابیر سے آگاہ ہو سکیں۔

۲۔ مقالہ تحریر کرنے کے لیے ضروری ہدایات سے روشناس ہو سکیں۔

۳۔ عملی طور پر ان امور کا اطلاق کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
مقالے کی تیاری (۲)	۱۔ اردو میں اصول تحقیق، جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
الف۔ مواد کی ترتیب	ص (۲۳۷-۲۴۳)، (۲۶۰-۲۶۲)
ب۔ مقالے کی تحریر کے اصول	ص (۲۶۳-۲۸۳)
	۲۔ ''تحقیق'' پہلا شمارہ مجلہ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی

جام شورو، ۱۹۸۷ء ص (۲۰۴۔۲۸۱)

اہم نکات

تحقیقی موضوع پر مواد کے حصول کے بعد اس کی ترتیب میں بہت احتیاط لازم ہے۔ غیر ضروری مواد کو الگ کر لیا جاتا ہے تاکہ موضوع سے متعلق مواد کی ترتیب سے تجزیہ اور دلائل کی روشنی میں نتائج اخذ کیے جا سکیں۔ مورد کی ترتیب کے بعد مقالے کی تحریر کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ اچھے مقالے کی خصوصیات میں سنجیدہ اور موثر اسلوب بیان، لفظوں کا صحیح استعمال، اقتباسات کا برمحل اور مناسب استعمال، موضوع یا مسئلے کا حل یا اخذ کردہ نتیجے کو خلوص و اختصار سے پیش کیا جانا وغیرہ شامل ہیں۔

خود آزمائی

۱۔ تحقیقی موضوع سے متعلق مواد کی ترتیب میں کن امور کا خیال کیا جانا ضروری ہے تاکہ استدلال سے نتائج سامنے آ سکیں۔

۲۔ ایک اچھے تحقیقی مقالے میں کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے؟

۳۔ کسی ایسے مقالے کی نشان دہی کیجیے جو ان خصوصیات کا حامل ہو؟

یونٹ نمبر ۱۸

مقالے کی تیاری (۳)

(اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ اجزائے مقالہ اوران کی تشکیل کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

مقالے کے اجزاء کا تعین موضوع کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔اس کی ایک عام صورت یہ ہے کہ مقالے کی بنیاد تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ابتدائی حصہ، تحقیقی مقالہ اور آخری حصہ یا حوالہ جاتی مواد۔اس کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے:

(ا) ابتدائی حصہ

(الف) سرورق اور عنوان

سرورق پر موضوع تحقیق، مقالہ نگار کا نام، رہنما کا نام، ڈگری یا سند جس کے لیے پیش کیا گیا ہے، سنہ اور تاریخ پیش کش وغیرہ کا اندارج ہوتا ہے۔سرورق کے بعد ایک خالی ورق ہوتا ہے۔

(ب) دیباچہ

جس میں اظہار تشکر ہوتا ہے (اکثر یہ تمہید یا مقدمے کے آخر میں بھی دیا جاتا ہے اور یہی مناسب بھی ہے)۔

(ج) فہرست مشمولات

(جدول اور اشکال و تصاویر اگر ہوں تو ان کی علیحدہ فہرست)

(۲) تحقیقی مقالے کا متن

الف۔ تمہید یا مقدمہ: مقالے کے اہم حصے سے پہلے تمہید کا مقام آتا ہے۔اس میں محقق ان تحریکات کا ذکر خاص طور پر کرتا ہے جن کے تحت اس نے اس خاص موضوع پر تحقیق کی ہے۔اس کے ساتھ ہی وہ مقالے کے ابواب کی تقسیم اور اس کی وجوہات بیان کرتا ہے۔اس کے بعد اظہار تشکر (اگر پہلے نہ کیا گیا ہو تو)۔تمہید ہی میں اپنی غلطیوں، خامیوں یا فروگزاشتوں کے لیے معذرت طلب کی جاتی ہے۔

ب۔ <u>مقالے کا خصوصی حصہ</u>: اس حصے میں محقق اپنی تحقیق سے قاری کو متعارف کراتا ہے۔ اس میں اس کی تمام محنت اور کاوش کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مقالہ ٹائپ کیا جائے یا کتابت کی منزلوں سے گزرے۔ اس کی نظر ثانی ضروری ہے۔ نظر ثانی کے بعد اس کی تدوین کی جاتی ہے۔ اچھے مقالے کی پہچان یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کا کوئی حصہ غیر ضروری نہ ہو۔ کوئی قتباس بھرتی کے لیے نہ رکھا گیا ہو۔ اس میں اہم ترین حواشی ہوں' اس کی کتابیات اعلیٰ اور معیاری کتابوں سے بھری ہو۔ یہ اغلاط کا مجموعہ نہ ہو' زبان و بیان کی خامی سے مبرا ہو۔ واقعات' تخیل کی بلند پروازی کا ثبوت نہ ہو' ذہنی اختراعات سے گریز کیا گیا ہو۔ سند اور دلائل معتبر ہوں۔ جس لفظ پر بھی شبہ ہو اس کی لغت سے تصدیق کر لی گئی ہو۔ مقالے کی مناسب جانچ ہی اسے بہتر اور معیاری بنا سکے گی۔ مقالے کو جانچنے کے لیے یہ چیک لسٹ کام آ سکتی ہے۔۔

۱۔ مطالعے کا مقصد
۲۔ تحقیق کا کارنامہ یا موجودہ ادبی سرمائے میں اضافہ۔
۳۔ مطالعے کا پس منظر
۴۔ سابقہ تحقیق اور سرمایہ کا مطالعہ
۵۔ زیر مطالعہ مفروضات کا بیان' اہم اصطلاحوں کی تشریح
۶۔ اطلاعات کی فراہمی کے ذرائع کی تلاش
۷۔ ذرائع کے انتخاب کا مسئلہ اور طریقہ
۸۔ مواد حاصل کرنے کے ذرائع کی نوعیت کی خوبی
۹۔ دستاویزات (Documentation)
۱۰۔ معتبر شہادتوں کی صداقت اور تصدیق
۱۱۔ حقائق کا تجزیہ
۱۲۔ مواد کا تنقیدی جائزہ
۱۳۔ بحث و مباحثے کی دلیلیں
۱۴۔ نتائج سے متعلق بیانات
۱۵۔ اختتامیہ کی شہادت اور ثبوت
۱۶۔ رپورٹ کی منطقی ترتیب

۱۷۔ تحریر کی خوبیاں

مقالے کو جانچنے اور نظر ثانی کرنے کے لئے یہ اہم نکات ہیں' ان میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے' بہت سی باتوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ ان نکات کی نشان دہی کا مقصد یہ ہے کہ محقق کم از کم ان باتوں کا خیال رکھے۔ یوں تو مقالے کے رہنما کی ضرورت ہر قدم پر محسوس ہوتی ہے لیکن مقالے کی تیاری کے اس مرحلے میں نگران کی مدد کے بغیر یہ کام بخیر و خوبی مکمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے مقالے کی تیاری میں تحریر و تدوین میں رہنما کی ہدایات حاصل کی جانی چاہیں۔ تاکہ محقق متعلقہ موضوع پر ان تمام معلوم حقائق کے تجزیے اور استدلال سے نتائج اخذ کر کے اپنا تحقیقی نقطہ نظر پیش کر سکے۔

(۳) کتابیات یا فہرست ماخذ

یہ مقالے کی پیش کش کا آخری اور اہم حصہ ہے۔ یہ حوالہ جاتی مواد پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس حصے میں قلمی نسخوں' مطبوعہ کتب' رسائل و جرائد اور تعلیقات اور ضمیموں کی فہرستیں شامل ہوتی ہیں۔ اگر مقالہ کتاب کی شکل میں چھپ رہا ہو تو حوالہ جاتی مواد کے آخر میں اشاریے کا اضافہ بھی ضروری ہے۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہوسکیں گے کہ:

۱۔ مقالے کی تحریر کے وقت تمام اجزاء کا جائزہ لے سکیں۔

۲۔ مقالے کی تحریر و تدوین میں ضروری احتیاط برت سکیں۔

۳۔ ان امور کی روشنی میں اپنا تحقیقی مقالہ مرتب کر سکیں۔

عنوان برائے مطالعہ		لازمی کتب
مقالے کے اجزاء اور ان کی تشکیل	۱۔	اردو میں اصول تحقیق جلد اول' مرتبہ
(الف) ابتدائی حصہ		ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی
(ب) تحقیقی مقالہ/متن		زبان' اسلام آباد ص (۲۷۰۔۲۸۲)
(ج) آخری حصہ	۲۔	''تحقیق'' مجلہ شمارہ اول' شعبہ اردو'

(حوالہ جاتی مواد) سندھ یونیورسٹی،

جام شورو ص (۵۵-۷۴)

(مقالہ ڈاکٹر الاسلام)

۳۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق از

سید جمیل احمد رضوی، مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد ص (۲۳۷-۲۵۵)

امدادی کتب

1. The Research Papers Form and Content by Anedry J. Roth (pages 96 - 136)

2. Research in Education by John W. Best (pages 249 - 282)

اہم نکات

تحقیقی مقالے کی پیش کش تین اہم اجزا پر مشتمل ہوتی ہے۔ ابتدائی حصہ، متن اور حوالہ جاتی مواد۔ بتدائی حصے میں سر ورق، دیباچہ اور فہرست مشمولات شامل ہوتی ہیں۔ متن میں تمہید یا مقدمہ اور تحقیقی مقالے کا بنیادی حصہ جو واضح تقسیم کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ آخری حصہ حوالہ جاتی مواد پر مشتمل ہوتا ہے جس میں قلمی نسخوں، مطبوعہ کتب، رسائل جرائد کی فہرستیں، ضمیمہ جات اور تعلیقات شامل ہیں۔ اگر کتاب کی صورت میں مقالہ شائع کیا جا رہا ہو تو اشاریے کا اضافہ ضروری ہے۔

خود آزمائی

۱۔ تحقیقی مقالے کے ابتدائی حصے میں کن ذیلی اجزاء کو شامل کرنے کا التزام ہے؟

۲۔ تحقیقی مقالے کے دوسرے اجزاء میں کن امور کا خیال رکھنا ہوگا؟

۳۔ آخری حصے میں جو فہرستیں تیار کی جائیں ان میں کن کن باتوں پر توجہ دینا ضروری ہوگا؟

۴۔ کوئی سے تحقیقی مقالوں کا جائزہ لیجیے اور نشان دہی کیجیے کہ ان میں تحقیقی مقالے کے اجزاء کی ترتیب اور تشکیل کس انداز میں کی گئی؟